رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۵۵
قیمت سالانہ عہ — قیمت فی پرچہ ۱؎

یَا أَیُّہَا النَّاسُ قَدْ جَاءَکُمْ بُرْہَانٌ مِنْ رَبِّکُمْ وَأَنْزَلْنَا إِلَیْکُمْ نُوراً مُبِیناً

البرہان

یعنی

اسلامی۔ علمی۔ اخلاقی۔ تمدنی تاریخی مضامین کا ماہوار رسالہ

بسرپرستی

سرکار علامہ الشیخ عبد العلی ہروی الطہرانی مدظلہ العالی

مرتبہ

سید محمد سبطین سرسوی

فہرست مضامین

بابت ماہ شوال المکرم ۱۳۳۳ ہجری المقدس مطابق ماہ اگست ۱۹۱۵ء

باہتمام مینیجر رفاہ عام سٹیم پریس لاہور میں چھپکر بازار حکیماں لاہور سے شائع ہوا

هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ

اَلْبُرْهَان

نمبر ۹	بابت ماہ شوال المکرم ۱۳۳۳ھ	جلد ۵

رفع شبہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

البرہان نمبر ۳ جلد ۵ بابت ربیع الاوّل ۱۳۳۳ھ صفحہ ۳۲ و ۳۳ بحث غایت نبوت کے ضمن میں ایک حدیث جناب باقر العلوم علیہ السلام کی نقل ہوئی ہے جس میں یہ ثابت کیا گیا ہے۔ کہ تبلیغ شریعت و تدوین قوانین و احکام فرعیہ کا سلسلہ حضرت نوحؑ سے شروع ہوا ہے۔ جیسا کہ خدا فرماتا ہے شرع لکم من الدین ما وصی بہ نوحا والذی اوحینا الیک وما وصینا بہ ابراھیمؑ و موسیٰؑ و عیسیٰؑ الخ جس سے معلوم ہے شرائع صرف پانچ ہیں۔ اور حضرت آدمؑ سے تا حضرت نوحؑ قانون تشریعی مرتب نہ تھا۔ اس کے متعلق بعض قارئین کو شبہ پیدا ہوا اور حق بجانب ہے۔ چنانچہ منجملہ ان کے ایک حکیم امیر الدین

صاحب ہیں جو لکھتے ہیں۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ بنی نوع انسان سوائے انبیاء
باقی نہ ہدایت یافتہ تھے نہ گمراہ اور نہ اُن کو کسی نے احکام الٰہی پہنچائے۔ جس پر یہ اعتراض
وارد ہوتا ہے کہ یا تو وہ لوگ فطرۃً اعمال و افعال مطابق رضائے الٰہی کرتے ہونگے یا نہ بصورت
اولی وہ ہدایت یافتہ ہوئے۔ اور چونکہ علت غائیہ خلقت عباد کی عبادت و معرفت الٰہی
ہے۔ حسب حکم آیہ مجیدہ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنَ۔ اور معرفت
کا طریقہ بجز نبی کے دوسرے کو حاصل نہیں ہو سکتا اور سلسلہ تبلیغ احکام بعد نوح
شروع ہوا۔ تو بلا تبلیغ وہ ہدایت یافتہ بھی نہیں ہو سکتے۔ اور بصورت ثانیہ یعنی
افعال ان کے مطابق رضائے الٰہی نہ ہوں تو گمراہ ہوتے۔ تب ان پر حجت واقعی
قائم ہونی ضروری تھی۔ اور مسلم ہے کہ کوئی زمانہ حجت اللہ سے خالی نہیں ہوتا۔ تو اس
قدر زمانہ طویل میں باوجودیکہ انبیاء موجود تھے دعوت حق انکو کیوں نہ ہوئی ہاکیا تکالیف
شرعیہ اُنسے زمانہ نوح تک ساقط تھیں؟ انتہی۔ قریب قریب یہی خیال سید محمد سلطان
صاحب محرر جوڈیشل بڈھانہ ضلع مظفر نگر کا ہے +

جواب باسمہ سبحانہ۔ اس شبہ کے رفع ہونے کے لئے جو واقعی اہم شبہات سے
ہے۔ اول معنی ہدایت سمجھنے اور ہدایات خمسہ سلسلہ کی معلوم کرنے اور چند امور
کے ذہن نشین ہونے کی ضرورت ہے۔ پس جاننا چاہئے کہ ہدایت صرف احکام
شرعیہ کے پہنچانے اور ان کی تدوین کا نام نہیں ہے۔ اور بندگان خدا پانچ
مسلسل ہدایات رکھتے ہیں +

اوّل ہدایت خلقی وجودی ہے۔ کما قال عزوجل ربنا الذی اعطی کل شیئٍ
خلقہٗ ثم ھدیٰ۔ (سورہ طٰہ) ہمارا پروردگار وہ ہے جس نے ہر ایک
شے کو اس کے مناسب خلقت عطا کی ہے اور پھر اس کو ہدایت
کی ہے۔ یہ آیت بالصراحۃ دلالت کرتی ہے۔ کہ خدا نے ہر ایک شے کو ہدایت

ہے اور بعد خلقت اس کا مذکور ہونا دال ہے۔ کہ یہ ہدایت خلقی ہے یعنی
اصل خلقت ونفس وجود میں ہدایت یا استعداد ہدایت رکھی گئی ہے۔ اور واقعی ایسا
ہی ہے۔ اگر نفس وجود میں اول ہدایت نہ ہوتی تو انسان خارج سے کسی ہدایت
کو قبول نہ کر سکتا۔ کہ خلاف فطرت ہے۔ اس ہدایت کی تصریح یہ ہے "ما غرک
بربک الکریم الذی خلقک فسوٰک فعدلک۔" کس نے تجھے اس پروردگار
کی بابت مغرور کر دیا ہے۔ جس نے تجھے خلق کیا۔ تیرا تسویہ کیا اور تیری تعدیل
کی۔ یہی مقام ہدایت خلقی ہے اگر انسان خلقت بشریت ہی سے حد اعتدال و صورت
معتدلی میں پیدا نہ کیا جاتا کبھی ہدایت یافتہ نہ ہوتا۔ چنانچہ مشاہدہ محسوس ہے کہ اگر
انسان شکم مادر سے غیر حد اعتدال میں اور ناقص الخلقہ پیدا ہو تو نہ وہ مکلف
ہو سکتا ہے اور نہ ہدایت پا سکتا ہے +

دوم ہدایت ہدایت بالعقل ہے۔ "وبشر عبادی الذین یستمعون
القول فیتبعون احسنہ اولٰئک الذین ھدٰھم اللہ واولٰئک ھم اولوا
الالباب۔" بشارت دو میرے ان بندوں کو جو بات کو کان لگا کر سنتے ہیں
اور اس میں سے سب سے بہتر کا اتباع کرتے ہیں۔ یہی ہدایت یافتہ اہل عقل ہیں
بات کو غور سے سننا اس سے صحیح نتیجہ نکالنا اور تمیز کرنا اور پھر جو سب سے اچھی بات
ہو اس کا اتباع کرنا عقل کا کام ہے۔ اور عقل انسان کے لئے حجت اور
داخلی ہادی باطنی ہے۔ اگر خدا فطرت انسان میں جوہر عقل کو ودیعت نہ فرماتا
انسان ہرگز منزل مقصود تک نہ پہنچتا اور ہدایت نہ پاتا +

سوم ہدایت بالآثار والآیات ہے۔ خدا نے اپنی معرفت اور توحید
کی نشانیاں ہر شے میں قرار دی ہیں۔ "وفی الارض اٰیات للموقنین
وفی انفسکم افلا تبصرون۔" اہل یقین کے لئے زمین میں ہماری بہت سی

نشانیاں موجود ہیں۔ اور خود تمہارے نفسوں میں ہماری نشانیاں و آیات موجود ہیں۔ پھر تم کیوں نہیں دیکھتے اور کیوں عقل و بصیرت سے کام نہیں لیتے۔ پس انسان بذریعہ جوہر عقل اپنے آثار وجودیہ اور آیات ارضیہ سماویہ سے خدا کو پہچانتا اور اُس کی معرفت حاصل کرتا ہے۔ اور یہ آیات بھی ایک خزانہ ہدایت وجود انسانی میں ودیعت کیا گیا ہے۔ لیکن جس طرح انسان اگر ناقص الخلقت پیدا ہو ہدایت عقل کچھ مفید نہیں ہو سکتی بلکہ عقل کام نہیں کر سکتی اور وہ مرفوع القلم ہے۔ اور تکلیف اس سے ساقط۔ اسی طرح اگر عقل سلب ہو جائے تو تکلیف ساقط ہو جاتی ہے۔ اور قابل ہدایت نہیں رہتی۔ اور آثار وجودیہ و آیات ارضیہ سے کچھ ہدایت نہیں پا سکتا۔ جب صحیح الخلقت اور صحیح العقل ہو تب آثار و آیات الٰہیہ سے مستفید ہو سکتا اور ہدایت پا سکتا ہے۔

چہارم۔ ہدایت ہادی خارجی و حجت خارجی یعنی ہدایت قولی نبی ہے "یاایها النبی انا ارسلنک شاهدا ومبشرا ونذیرا وداعیا الی الله باذنه وسراجا منیرا"۔ اے نبی ہم نے تجھ کو شاہد و بشیر و نذیر اور باذن اللہ خدا کی طرف دعوت دینے والا۔ لوگوں کو بلانے والا بنا کر بھیجا ہے۔ اور روشن شمع ہدایت قرار دیا ہے۔ پس ہدایت ہادی خارجی یعنی ہدایت قول نبی چوتھے درجہ پر ہے۔ جب ہدایات ثلثہ سابقہ حاصل ہوں انسان صحیح الخلقت صحیح العقل اور آیات و آثار الٰہیہ سے بذریعہ عقل نتائج نکالنے اور ان سے مستفید ہونے کا عادی ہو عقل کو معطل و بیکار نہ کر دیا ہو اُس وقت ہدایت قول نبی سے مستفید ہو سکتا ہے ورنہ ان ہدایات میں سے اگر کسی ایک کا بھی فاقد ہے تو قولِ نبی کچھ مفید نہیں ہو سکتا۔ "سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ ءَاَنْذَرْتَهُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ"۔ کیونکہ پیغمبر کا کام صرف تبلیغ ہے وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلٰغ

لیکن پیغمبر علاوہ ہدایت قولی ہدایت فعلی بھی رکھتا ہے۔ کہ نفس وجود نبی آیہ الٰہی و حجت خدا و دلیل بر خدا ہے۔ اور نیز اس کے افعال و اعمال و اخلاق و آداب۔ دلیل ہدایت خلق اور اس سے کوئی بھی خالی نہیں خواہ تبلیغ احکام خارجیہ شرعیہ کرتا ہو یا نہ کرتا ہو +

پنجم۔ ہدایت تفضلی ہے۔ اور اس کی طرف خدا اشارہ فرماتا ہے "والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا ان اللہ لمع المحسنین" وہ لوگ جو ہماری راہ میں سعی و کوشش کرتے ہیں۔ ہم ضرور انکو اپنے راستے دکھادینگے اور ہدایت کردینگے۔ تحقیق خدا نیکوکاروں کے ساتھ ہے۔ یہ ہدایت اُس وقت حاصل ہوتی ہے جبکہ انسان پہلی چار ہدایتوں کو حاصل کرکے اعمال خیر بجالانے کا عادی ہوجاتا ہے۔ اور سلوک فی سبیل اللہ شروع کردیتا ہے۔ اس وقت روز بروز من جانب اللہ یا بہائے ہدایت اس کے لئے کھلتے چلے جاتے ہیں۔ اور خدا اپنے راستے دکھاتا جاتا ہے لیکن اگر ہدایات اربعہ اولیہ کا فاقد ہے۔ اس ہدایت تفضلی سے محروم ہے بلکہ اگر محض ہدایت رابعہ میں ہدایت نبوی کا فاقد ہے تب بھی یہ ہدایت تفضلی اس کو نصیب نہیں۔ ایک چھٹی ہدایت اور ہے۔ مگر وہ خاص انبیاء و آئمہؑ سے مخصوص ہے۔ اور وہ ہدایت بروح قدس ہوتی ہے۔ وکذلک اوحینا الیک روحا من امرنا ما کنت تدری ما الکتاب ولا الایمان ولکن جعلناہ نوراً نھدی بہ من نشاء من عبادنا وانک لتھدی الیٰ صراط مستقیم ونا تمام ومیں (پ ۲۵۔ سورہ شوریٰ آیہ اخیر) +

ان ہدایات کے معلوم کرنے کے بعد یہ بھی معلوم ہوگیا کہ پہلی تین

ہدایتیں ہدایات فطریہ ہیں - کیونکہ تینوں وجود انسانی سے تعلق رکھتی ہیں - اور اس لئے ان سے کوئی انسان خالی نہیں ہو سکتا - اگر صحیح الخلقت اور صحیح العقل ہے - ناقص و مجنون و مخبوط الحواس پیدا نہیں ہوا ہے - اور یہ تین ہدایتیں ہمیشہ نوع انسانی میں موجود رہی ہیں - اور اسی واسطے تمام افراد نوع انسانی مستقلات عقلیہ میں متفق ہیں - خواہ وہ کسی مذہب کے پابند اور خدا کے بھی قائل ہوں یا نہ ہوں - مثلاً ہر ایک شخص کے نزدیک سچ اچھا ہے جھوٹ بُرا ہے - عدل حسن ہے ظلم قبیح ہے - خلاف قانون کرنے والا مستحق سزا ہے - وغیرذالک - کسی کو ان میں اختلاف نہیں ہے - اور نوع انسان فطرۃً قائل توحید و مخلوق بر معرفت ہے جیسا کہ اس بیان سے ثابت ہے - ضلالت ایک امر عرضی و خارجی ہے نہ کہ اصلی +

ان اُمور کے ثابت و معلوم ہو جانے کے بعد شُبہ خود بخود رفع ہو جاتا ہے - کہ قانون تشریعی کا بطور کتاب مثلاً معدوم ہونا اور شے ہے اور مطلق ہدایت اور شے - اور ایک زمانہ خاص تک قانون کا مرتب و مدوّن نہ ہونا اس کی دلیل نہیں کہ بنی نوع انسان ہدایت سے خالی و محروم تھی - ہدایت خود فطری ہے اور ضلالت امر خارجی - و مجعول بالعرض گویا انسان خود ہدایت کو چھوڑ کر راہ ضلالت اختیار کرتا ہے مثلاً اگر انسان جوہر عقل سے بالکل کام نہ لے - اس سے آیات الٰہی میں تدبیر نہ کرے آخر کار عقل بیکار و معطل ہو جائیگی - اور کچھ کام نہ دیگی - وقس علیٰ ذالک +

پس جہاں حدیث امام علیہ السلام میں ان سے نفی کیگئی ہے وہ ہدایت چہارم یعنی ہدایت قول پیغمبری ہے - کما قال علیہ السلام ....

لم یکونوا علیٰ ھدی کانوا علیٰ فطرۃ اللہ التی فطر الناس علیہا

لا تبدیل لخلق اللہ ولم یکونوا یھتدن واحتی یھدیھم اللہ اما تسمع
قول ابراھیم لئن لم یھدنی ربی لاکونن من القوم الضآلین"۔ یعنی
وہ ہدایت پر نہ تھے بلکہ فطرات اولیہ الٰہیہ پر تھے جس پر انکو خدا نے پیدا کیا تھا۔
اور خلق الٰہی میں تبدیلی نہیں ہے۔ اور وہ ہدایت نہیں پا سکتے جب تک کہ خدا
ہدایت نہ کرے کیا تو قول ابراہیمؑ کو نہیں سُنتا کہ وہ فرماتے ہیں اگر میرا پروردگار
ہدایت نہ کرتا تو میں قوم ضالین میں سے ہو جاتا۔ "ان ھدی اللہ ھو الھدیٰ"۔
ہدایت ہدایت خدا ہی ہے۔ یہ ہدایت ہمیشہ افراد نوع انسانی کو حاصل رہی ہے
ہاں بعض اوقات صرف ہدایت قولی پیغمبری کہ محض تبلیغ ہے "وما علینا
الا البلغ"۔ وہ مفقود رہی ہے ؎

اگر لوگ موافق ہدایات اولیہ الٰہیہ نیز ہدایت فعلیہ نبویہ کے کہ افعال نبی
ہیں عامل رہے ہیں۔ تو وہ بری الذمہ ہیں۔ ورنہ اگر انہوں نے ان ہدایات فطریہ
کو ترک کر دیا ہے وہ مشغول الذمہ و مسئول ہیں۔ اور معرفت طریق عبادت کے
لئے افعال حضرت آدمؑ کافی ہیں اگر لوگ ان پر پابند رہیں۔ پس کوئی مقام
شبہ نہیں ہے اور کوئی اعتراض لازم نہیں آتا ؎ رہا یہ امر کہ اس قدر طویل
زمانہ تک لوگ رسول کی قولی دعوت و تبلیغ سے کیوں محروم رکھے گئے۔ سو یہ
مصلحت الٰہی ہے مگر باعث اس کا خود انسان ہیں نہ کہ خدا نے خود اس
نعمت کو بلا وجہ سلب کیا ہے۔ بلکہ از ماست کہ بر ماست۔ ملاحظہ ہو حدیث
شریف اس باب میں۔ امام علیہ السّلام فرماتے ہیں۔ کہ قبل نوحؑ سلسلہ
تبلیغ مفقود تھا۔ "وذلک انہ لما انقرض آدم وصلح ذریتہ وبقی
شیث وصیہ لا یقدر علی اظہار دین اللہ الذی کان علیہ آدم وصالح
ذریتہ وذلک ان قابیل یواعدہ بالقتل کما قتل اخاہ ھابیل فسار فیھم

بالتقیہ والکتمان فازدادوا کل یوم ضلالۃً حتی لم یبق علی الارض
معھم الا من ھو سلف ولحق الوصی بجزیرۃ فی البحر یعبد اللہ فبدأ
اللہ تبارک وتعالیٰ ان یبعث الرسل ولو سئل ھولاء الجہال لقالوا قد فرغ
من الامر وکذبوا انما شئی یحکم اللہ فی کل عام ثم قرء فیھا یفرق کل امر حکیم
فیحکم اللہ تبارک تعالیٰ مایکون تلک السنۃ من شدۃ ورخاء ومطر

یعنے یہ اس طرح ہوا کہ جب حضرت آدمؑ اور ان کے صالحین قرابت گذر گئے تو حضرت
شیثؑ ان کے وصی رہ گئے۔ درانحالیکہ وہ اظہارِ دینِ خدا کی قدرت نہ
رکھتے تھے۔ جس پر ان کے والد آدمؑ اور صالحین ذریت آدمؑ تھے اور یہ
اس وجہ سے تھا کہ قابیل ان کو قتل کی دھمکی دیتا رہتا تھا جس طرح کہ اس نے
ان کے بھائی ہابیل کو قتل کر دیا تھا۔ پس حضرت شیثؑ اپنے کو بچائے رکھتے تھے اور
دین کو چھپاتے تھے اور تقیہ میں بسر کرتے تھے پس لوگ روز بروز ہدایات فطریہ کو چھوڑ
کر ضلالت میں بڑھتے رہے۔ یہانتک کہ ان کے ساتھ سوائے ماسلف کوئی باقی نہ رہا اور
وصی حضرت آدمؑ یعنی شیثؑ سمندر میں کسی جزیرہ میں جا رہے اور وہیں پوشیدہ
خدا کی عبادت کیا کرتے تھے۔ یہانتک کہ خدا نے رسولوں کو بھیجنا شروع کیا۔ اور اگر
ان جہال سے پوچھا جائے تو کہینگے خدا انبیاء کو خلق کر کے فارغ ہو گیا اور اب کچھ
نہیں کرتا۔ یہ جھوٹے ہیں۔ سوائے اس کے نہیں ہے کہ امر الٰہی ایک ایسی شے ہے
کہ خدا ہر سال اس کو محکم کرتا ہے۔ اور یہ آیت پڑھی خدا ہر شب قدر میں ہر ایک
امر محکم کی تفریق و تقسیم کرتا ہے پس اللہ تعالیٰ جو کچھ اس سال ہونیوالا ہوتا ہے
شدت و رخاء و بارش وغیرہ ان کو محکم کرتا ہے۔ اور مقدر و جاری کرتا ہے

اس سے معلوم ہوا کہ یہ سب حضرت انسان ہی کی کرتوت ہے اور انبیاء کا
حضرت آدمؑ سے لیکر تا حضرت نوحؑ غائب رہنا اور چھپے ہوئے جزیروں میں

عبادت کرتے رہنا اور اپنے دین کو مخفی رکھنا سبب انسان کی وجہ سے ہے خدا نے خود اس نعمت کو سلب نہیں کیا اور اس سے خدا پر کوئی الزام نہیں اور جب کبھی لوگوں کی سرکشی اور بغاوت حد کو پہنچ جاتی ہے خدا ہمیشہ ایسا ہی کرتا ہے کہ اپنی پیغمبر اور اپنی حجت کو ان سے غائب کر دیتا ہے +

یہ صحیح ہے کہ حجت خدا سے کبھی زمین خالی نہیں رہتی لیکن یہ ضروری نہیں کہ حجت خدا ظاہر ہی ہو۔ بلکہ وہ حجت خدا ہے خواہ ظاہر ہو خواہ غائب۔ اور اسی پر قیاس کرنا چاہیئے۔ زمانہ فترت رسل۔ اور یہیں سے سمجھنا چاہیئے۔ علت غیبت حضرت حجۃ و امام عصر علیہم السّلام کو حال حضرت صاحب الامرؑ بعینہٖ حال حضرت شیث ہے۔ کہ باعث غیبت خود لوگوں کی سرکشی بغاوت و اہمال بے دینی ہے اور غلبہ دشمنان دین و مخالفین ہے۔ پھر جس وقت خدا حکم فرمائیگا ظاہر ہونگے۔ اور اس ظلم و تکفر کو دنیا سے نیست و نابود کر دینگے۔ ''فافهم و متدبر ولا تکن من الغافلین'' +

تعریف ابدان و ارواح ائمہ علیہم الصلوٰۃ والسّلام

جناب امام محمد باقرؑ۔ باقر علوم الاولین والآخرین علیہ الصلوٰۃ والسلام ارشاد فرماتے ہیں کہ ''ان اللہ خلقنا من اعلاء علیین و خلق قلوب شیعتنا مما خلقنا و خلق ابدانهم من دون ذلک فقلوبهم تهوی الینا لانها خلقت مما خلقنا ثم تلا هذه الایة کلا ان کتاب الابرار لفی علیین وما ادریک ما علیون کتاب مرقوم یشهده المقربون۔ و خلق عدونا من سجین و خلق قلوب شیعتهم مما خلقهم منه و ابدانهم من دون ذلک فقلوبهم تهوی الیهم لانها خلقت مما خلقوا منه ثم تلا هذه الایة کلا ان کتاب

الفجار لفی سجین وما ادریٰک ما سجین کتاب مرقوم" ترجمہ بالتحقیق اللہ نے ہم کو اعلا علیین سے خلق فرمایا ہے اور اسی طین سے ہمارے شیعوں کے قلوب کو خلق فرمایا۔ لیکن ان کے ابدان کو اور طین سے خلق فرمایا ہے۔ پس ان کے قلوب ہماری طرف مائل ہوتے ہیں کیونکہ ان کی طین اور ہماری طین ایک ہے بعد ازاں حضرت نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔ ایسا ہرگز نہیں جیسا کہ وہ خیال کرتے ہیں۔ بالتحقیق کہ خلقت ابرار علیین سے ہے۔ اور مقام علیین ایک ایسا مقام ہے کہ جہاں مقربین ہی جا سکتے ہیں۔ اور ہمارے دشمنوں کو سجین سے خلق کیا ہے اور اسی سے اُن کے اتباع واذناب کے دلوں کو خلق کیا لیکن اُن کے ابدان کو اور طین سے خلق کیا ہے پس اُن کے دل اُن کی طرف مائل ہوتے ہیں کیونکہ دونوں کی جنس ایک ہے بعد ازاں حضرت نے یہ آیت پڑھی۔ ایسا ہرگز نہیں ہے جیسا کہ وہ خیال کرتے بالتحقیق کہ خلقت فجار سجین سے ہے اور سجین ایک ایسا مقام ہے جہاں فجار و فساق ہی جائینگے +

ابراہیم ابو اسحٰق اللیثی بیان فرماتے ہیں کہ ایک روز میں نے جناب امام محمد باقر باقر علوم الاولین والآخرین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت فیضدرجت میں عرض کیا۔ یا ابن رسول اللہ مجھے آگاہ فرمائے کہ مومن مستبصر جب معرفت میں درجہ کمال کو پہنچ جاتا ہے۔ تو کیا وہ زنا کرتا ہے؟ قال اللّٰھم لا حضرت نے ارشاد فرمایا باللہ نہیں! میں نے عرض کیا کیا لواطہ کرتا ہے؟ قال اللّٰھم لا۔ میں نے عرض کیا آیا وہ دزدی کرتا ہے؟ قال لا۔ ارشاد فرمایا نہیں۔ میں نے عرض کیا آیا شراب پیتا ہے؟ قال لا۔ میں نے عرض کیا آیا ان کبائر میں سے کسی کبیرہ یا ان فواحش میں سے کسی فاحشہ گناہ کا مرتکب ہوتا ہے؟ قال لا۔ میں نے عرض کیا پس کوئی گناہ کرتا ہے؟ قال نعم ھو مومن مذنب مسلم۔ ارشاد فرمایا ہاں وہ مومن گنہگار

مسلم ہے۔ میں نے عرض کیا یابن رسول اللہ ارشاد فرمائیے کہ اس مسلم کے کیا معنے ہیں؟ "قال المسلم بالذنب لا یلزمہ ولا یصبر علیہ" ارشاد فرمایا کہ مسلم بالذنب وہ ہے جو گناہ پر مصر نہ ہو اور نہ اس پر صبر کر سکے۔ ابراہیم کہتے ہیں کہ میں نے کہا سبحان اللہ کس قدر عجیب ہے یہ امر کہ مومن مستبصر نہ زنا کرتا ہے نہ لواطہ نہ چوری نہ شرابخواری اور نہ کوئی کبیرہ اور نہ فاحشہ! "فقال لا عجب من امر اللہ ان اللہ عزوجل یفعل ما یشاء ولا یسئل عما یفعل وھم یسئلون فمم عجبت یا ابراھیم سل ولا تستنکف ولا تستحسر فان ھذا العلم لا یتعلمہ مستکبر ولا مستحی" ارشاد فرمایا امر اللہ سے کوئی تعجب نہیں۔ خدائے بزرگ و برتر جو چاہتا ہے کرتا ہے اسے کوئی نہیں پوچھ سکتا اور وہ سب سے پوچھیگا تو کس بات سے تعجب کرتا ہے اے ابراہیم۔ پوچھ لے جو تیرا جی چاہے۔ ناک بھویں نہ چڑھا اور حسرت نہ لیجا کیونکہ یہ وہ علم ہے جس سے متکبر اور شرماؤ نہیں حاصل کر سکتا ابراہیم کہتے ہیں پس میں نے عرض کیا۔ یابن رسول اللہ میں آپ کے شیعوں میں سے بعض ایسے بھی دیکھتا ہوں جو شراب پیتے ہیں ڈاکا مارتے ہیں زنا کرتے ہیں لواطہ کرتے ہیں سود کھاتے ہیں فواحش کے مرتکب ہوتے ہیں صلوٰۃ وصیام وزکوٰۃ میں تساہل کرتے ہیں قطع رحم کرتے ہیں اور گناہ کبیرہ کے مرتکب ہوتے ہیں۔ پس یہ کیا ہے اور کیوں ہے؟ "فقال یا ابراھیم ھل یختلج فی صدرک شیٔ غیر ھذا" امام علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اے ابراہیم کیا تیرے دل میں اس کے علاوہ کچھ اور بھی خطور کر رہا ہے؟ میں نے عرض کیا ہاں یا بن رسول اللہ اس سے کہیں زیادہ بزرگ۔ حضرت نے فرمایا وہ کیا ہے اے ابو اسحٰق؟ میں نے عرض کیا یابن رسول اللہ میں آپ کے بعض دشمنوں اور مخالفوں کو دیکھتا ہوں کہ وہ کثرت سے نمازیں پڑھتے ہیں روزے رکھتے ہیں زکوٰۃ نکالتے

ہیں پے درپے حج اور عمرہ بجالاتے ہیں جہاد پر حریص ہوتے ہیں بُرے کاموں پر اچھے کاموں کو ترجیح دیتے ہیں صلہ رحم کرتے ہیں اپنے بھائی بندوں کے حقوق پورے کرتے ہیں اپنے مال سے اُن کی ہمدردی کرتے ہیں۔ شراب زنا لواطہ اور باقی فواحش سے پرہیز کرتے ہیں پس اس کا کیا سبب ہے اور کیوں ہے؟ یابن رسول اللہ برائے خدا مجھے اس کی تفسیر اور برہان اور بیان سے آگاہ فرمائیے قسم بخدائے عزوجل یہ وہ امور ہیں کہ جب میں ان میں تفکر و تدبر کرتا ہوں تو میرا دل تنگ ہو جاتا ہے۔ اور راتوں کو نیند نہیں آتی ''۔ قال فتبسم صلوات اللہ وسلامہ علیہ ثم قال :- ابراہیم کہتے ہیں پس حضرت نے مسکرا کر فرمایا۔ اے ابراہیم اپنے سوال کا جواب شافی لے۔ جو اسرار اور علوم الٰہیہ کے خزانوں میں سے ایک علم مکنون ہے! اے ابراہیم بتلا کہ اُن کے عقائد کیسے ہیں؟ میں نے عرض کیا یابن رسول اللہ میں باوجود اُن باتوں کے آپ کے محبوں اور شیعوں کو دیکھتا ہوں کہ اگر اُن کے لئے مشرق سے لیکر مغرب تک سونے اور چاندی کے انبار لگا دئے جائیں کہ وہ آپ کی ولایت اور محبت چھوڑ کر اوروں کی ولایت اور محبت اختیار کریں تو بھی وہ نہیں چھوڑینگے۔ اور اگر آپ کی ولایت اور محبت میں اُن کی ناک کاٹ ڈالی جائے یا قتل کئے جائیں تو بھی وہ آپ کی ولایت و محبت سے باز نہیں آئینگے ؁

اور آپ کے دشمنوں اور مخالفوں کو باوجود اُن اوصاف کے میں دیکھتا ہوں کہ اگر ان کے لئے مشرق سے لیکر مغرب تک سونے اور چاندی کے انبار لگا دئے جائیں کہ وہ طواغیت کی محبت و موالات کو ترک کریں اور آپ کی مودت و ولایت اختیار کریں تو بھی نہیں کرینگے۔ اور اُن کی محبت و ولایت میں اُن کی ناک کاٹی جائے یا قتل کئے جائیں تو بھی باز نہیں آئینگے۔ اور جب

اُن میں کا کوئی شخص آپ کی فضیلت اور منقبت سُنتا ہے تو آپ کی عداوت اور اُن کی محبت کی وجہ سے کشیدہ خاطر ہوجاتا ہے اور اُس کا رنگ متغیر اور اُس کے چہرے سے کراہیت نمایا ہوتی ہے۔ ابراہیم کہتے ہیں پس حضرت مسکرائے اور فرمایا اے ابراہیم اسی واسطے ہلاکت میں پڑے نفوس عاملہ ناصبہ باوجود اعمال شاقہ بجالانے کے جہنم میں داخل ہونگے اور گرم پانی پلائے جائینگے۔ اور اسی واسطے خدائے بزرگ و برتر فرماتا ہے۔ "وَقَدِمْنَا الی ما عملوا من عمل فجعلناہ هباء منثورا" "ہم دیکھینگے کہ اُنہوں نے کیا کچھ عمل کیا ہے پس ہم اُس کو برباد کر دینگے"۔ ویحك یا ابراهیم اتدری ما السبب والقصة فی ذلك وما الذی قد خفی علی الناس منه "اے ابراہیم کیا تو جانتا ہے کہ اس کا سبب اور قصہ کیا ہے اور وہ کیا شئے اس معاملہ میں ہے جو لوگوں سے پوشیدہ ہے؟ میں نے عرض کیا یابن رسول اللہ وہ شرح اور برہن مجھ سے بیان فرمائے حضرت نے ارشاد فرمایا اے ابراہیم "ان الله تبارك وتعالی لم یزل عالما قدیما خلق الاشیاء لا من شئ ومن زعم ان الله جل وعز خلق الاشیاء من شئ فقد کفر لانه لو کان ذلك الشئ الذی خلق منه الاشیاء قدیما معه فی ازلیته وهویته کان ذلك ازلیا بل خلق الله عزوجل الاشیاء کلها لا من شئ فکان مما خلق الله عزوجل ارضا طیبة ثم فجر منها ماء عذبا زلالا فعرض علیها ولایتنا اهل البیت فقبلتها فاجری ذلك الماء علیها سبعة ایام حتی طبقها وعمها ثم نضب ذلك الماء عنها فاخذ من صفوة ذلك الطین طینا فجعله طین الائمة علیهم السلام ثم اخذ ثفل ذلك الطین فخلق منه شیعتنا ولو ترك طینتکم یا ابراهیم علی حاله کما ترك طینتنا لکنتم ونحن شیئا واحدا قلت یابن رسول

الله فما فعل بطينتنا قال اخبرك يا ابراهيم خلق الله عزوجل بعد ذلك
ارضا سبخة خبيثة منتنة ثم فجر منها ماء اجاجا اسنا مالحا فعرض عليها
ولايتنا اهل البيت فلم تقبلها فاجرى ذلك الماء عليها سبعة ايام حتى
طبقها وعمّها ثم نضب ذلك الماء عنها ثم اخذ من ذلك الطين فخلق
منه الطغاة وائمتهم ثم مزجه بثفل طينتكم ولو ترك طينتهم على حاله
ولم يمزج بطينتكم لم يشهد والشهادتين ولا صلوا ولا صاموا ولا زكوا
ولا حجوا ولا ادّوا امانة ولا اشبهوكم في الصور وليس شئ اكبر على
المؤمن من ان يرى صورة عدوه مثل صورته قلت يابن رسول الله
فما صنع بالطينتين قال مزج بينهما بالماء الاول والماء الثانى ثم عركها
عرك الاديم ثم اخذ من ذلك قبضة فقال هذه الى الجنة ولا ابالى واخذ
قبضة اخرى وقال هذه الى النار ولا ابالى ثم خلط بينهما فوقع من سنخ
المؤمن وطينته على سنخ الكافر وطينته ووقع من سنخ الكافر وطينته
على سنخ المؤمن وطينته فما رايته من شيعتنا من زناء او لواط او ترك
صلوٰة او صيام او حج او جهاد او خيانة او كبيرة من هذه الكبائر فهو
من طينة الناصب وعنصره الذى قد مزج فيه لان من سنخ الناصب
وعنصره وطينته اكتساب المأثم والفواحش والكبائر ومارايت
من الناصب من مواظبته على الصلوٰة والصيام والزكوٰة والحج
والجهاد وابواب البرّ فهو من طينة المؤمن وسنخه الذى قد مزج
فيه لان من سنخ المومن وعنصره وطينته اكتساب الحسنات
واستعمال الخير واجتناب المأثم واذا عرضت هذه الاعمال كلها
على الله عزوجل قال انا عدل لا اجور ومنصف لا اظلم وحكم

لا احيف ولا اميل ولا اشطط الحقوا الاعمال السيئة التي
اجترحها المومن بسنخ الناصب وطينته والحقوا الاعمال الحسنة
التي اكتسبها الناصب بسنخ المؤمن وطينته ردوها كلها الى اصلها فاني
انا الله لا اله الا انا عالم السر واخفى وانا المطلع على قلوب عبادي لا
احيف ولا اظلم والزم احداً الا ما عرفته منه قبل ان اخلقه. ثم قال
الباقر عليه الصلوة والسلام يا ابراهيم اقرأ هذه الاية قلت يا ابن رسول الله
اية اية قال قوله تعالى - قال معاذ الله ان ناخذ الا من وجدنا متاعنا عنده
انا اذاً لظالمون - وهو في الظاهر ما تفهمونه وهو والله في الباطن هذا
بعينه يا ابراهيم ان للقرآن ظاهراً وباطناً ومحكماً ومتشابهاً وناسخاً و
منسوخاً - ثم قال اخبرني يا ابراهيم عن الشمس اذا طلعت وبدا شعاعها
في البلدان اهو بائن من القرص قلت في حال طلوعه بائن قال اليس
اذا غابت الشمس اتصل ذلك الشعاع بالقرص حتى يعود اليه قلت نعم
قال كذلك يعود كل شئ الى سنخه وجوهره واصله فاذا كان يوم القيمة
نزع الله عزوجل سنخ الناصب وطينته مع اثقاله واوزاره من المومن
فيلحقها كلها بالناصب وينزع سنخ المؤمن وطينته مع حسناته وابواب
بره واجتهاده من الناصب فيلحقها كلها بالمؤمن افترى ههنا ظلماً وعدواناً
قلت لا يا ابن رسول الله قال هذا والله القضاء الفاصل والحكم القاطع و
العدل المبين لا يسئل عما يفعل وهم يسئلون - هذا يا ابراهيم الحق من ربك فلا
تكن من الممترين هذا من حكم الملكوت قلت يا ابن رسول الله وما حكم
الملكوت قال حكم الله وحكم انبيائه - وقصة الخضر وموسى حين
استصحبه فقال انك لن تستطيع معي صبرا وكيف تصبر على ما لم تحط به

خبرا- افهم یا ابراهیم واعقل انکر موسیٰ علی الخضر واستفظع افعاله حتی
قال له الخضر یا موسیٰ ما فعلته عن امری انما فعلته عن امر الله عزوجل- من هذا
ویحك یا ابراهیم قرآن یتلی واخبار تؤثر عن الله عزوجل من رد منها حرفا
فقد کفر واشرك ورد علی الله عزوجل- قال اللیثی فکانی لم اعقل الآیات وانا
اقرأها اربعین سنة الا ذلك الیوم فقلت یا ابن رسول الله ما اعجب هذا توخذ
حسنات اعدائکم فترد علی شیعتکم وتوخذ سیئات محبیکم فترد علی
مبغضیکم قال ای والله الذی لا اله الا هو فالق الحبة وباری النسمة وفاطر الارض
والسماء ما اخبرتك الا بالحق وما انبئتك الا بالصدق وما ظلمهم الله وما الله
بظلام للعبید وان ما اخبرتك لموجود فی القرآن کله قلت هذا بعینه یوجد
فی القرآن قال نعم یوجد فی اکثر من ثلثین موضعا فی القرآن اتحب ان اقرأ
ذلك علیك قلت بلی یا ابن رسول الله فقال قال الله عزوجل- وقال الذین کفروا
للذین آمنوا اتبعوا سبیلنا ولنحمل خطایاکم وما هم بحاملین من خطایاهم
من شیء انهم لکاذبون ولیحملن اثقالهم واثقالا مع اثقالهم الآیه- ازیدك
یا ابراهیم قلت بلی یا ابن رسول الله قال لیحملوا اوزارهم کاملة یوم القیمة
ومن اوزار الذین یضلونهم بغیر علم الا ساء ما یزرون اتحب ان ازیدك
قلت بلی یا ابن رسول الله قال- فاولئك یبدل الله سیئاتهم حسنات وکان
الله غفورا رحیما یبدل الله سیئات شیعتنا حسنات ویبدل الله حسنات
اعدائنا سیئات وجلال الله ووجه الله ان هذا لمن عدله وانصافه لا راد
لقضائه ولا معقب لحکمه وهو السمیع العلیم- الم ابین لك امر المزاج و
والطینتین من القرآن قلت بلی یا ابن رسول الله قال اقرأ یا ابراهیم- الذین
یجتنبون کبائر الاثم والفواحش الا اللمم ان ربك واسع المغفرة هو اعلم

بکم اذ انشاء کم من الارض یعنی من الارض الطیبۃ والارض المنتنۃ فلا تزکوا
انفسکم هو اعلم بمن اتقی۔ یقول لا یفتخر احد کم بکثرۃ صلوٰتہ وصیامہ وزکوٰتہ
ونسکہ لان اللہ عزوجل اعلم بمن اتقی منکم فان ذلک من قبل اللمم وهو
المزاج ازیدک یا ابراهیم قلت بلی یا ابن رسول اللہ قال کما بدأکم تعودون
فریقا هدیٰ وفریقا حق علیهم الضلالۃ انهم اتخذوا الشیاطین اولیاء من
دون اللہ یعنی ائمۃ الجور دون ائمۃ الحق ویحسبون انهم مهتدون خذها
الیک یا ابا اسحٰق فواللہ انہ لمن غرر احادیثنا وباطن سرائرنا ومکنون
خزائننا وانصرف ولا تطلع علی سرنا احد الا مومنا مستبصرا فانک
ان اذعت سرنا بلیت فی نفسک ومالک واهلک وولدک وصلی اللہ
علی محمد وآلہ وسلم تسلیما کثیرا۔"

ترجمہ لفظی۔ بالتحقیق کہ اللہ تبارک تعالےٰ ہمیشہ سے عالم اور قدیم ہے اُس نے اشیاء کو کسی شے سے نہیں پیدا کیا ہے۔ اور جو کوئی یہ خیال کرتا ہے کہ اللہ نے اشیاء کو کسی شے سے پیدا کیا ہے (مثلاً مادہ اور روح سے) پس اُس نے کفر کیا۔ کیونکہ اگر وہ شے جس سے اُس نے اشیاء کو پیدا کیا ہے اس کی ازلیت اور ذات میں شریک ہے تو وہ شے بھی ازلی ہو گی۔ بلکہ خدائے عزوجل نے کل اشیاء کو عدم محض سے پیدا کیا ہے۔ پس منجملہ ان چیزوں کے جن کو ابتداء میں خدائے بزرگ و برتر نے خلق فرمایا ایک زمین پاک تھی۔ بعد ازاں اس ارض طیبہ سے ایک نہایت شیریں اور صاف چشمہ جاری کیا پس اس پر ہم اہل بیتؑ کی ولایت اور دوستی کو پیش کیا پس اُس نے قبول کیا۔ پس اُس پانی کو خداوند عالم نے اس زمین پر سات روز تک جاری رکھا یہانتک کہ وہ زمین پر جاری ہو کر کھڑا ہو گیا۔ بعد ازاں خشک ہو گیا۔ پس خداوند عالم نے اس زمین کی نہایت صاف و شفاف مٹی کو لیا اور اُس کو

طین ائمہ علیہم الصلوٰۃ والسلام قرار دیا۔ بعد ازاں اس طینِ صافی کے فضلہ کو لیا پس اُس سے ہمارے شیعوں کو خلق فرمایا۔ اے ابراہیم اگر تمہاری طین بھی ہماری طین کی طرح اپنی اصلی حالت پر چھوڑ دی جاتی تو تم اور ہم شئے واحد ہوتے۔ میں نے عرض کیا اے فرزند رسولؐ پس ہماری طین کو کیا گیا۔ حضرتؑ نے فرمایا خبر دونگا تجھ کو اے ابراہیم۔ بعد ازاں خدائے عزوجل نے ایک زمین شور خبیث اور سڑی ہوئی پیدا کی بعد ازاں اُس سے ایک آبِ تلخ گندیدہ اور شور کا چشمہ جاری کیا پس اس پر ہم اہل بیت کی ولایت کو پیش کیا پس اُس نے ہماری ولایت و مودت سے انکار کیا پس اُس پانی کو اس زمین پر سات روز تک جاری رکھا یہانتک کہ ساری زمین پر پھیر کر اس کو حاوی ہو گیا۔ بعد ازاں خشک ہو گیا۔ پس اس طین کو لیکر اُس سے سرکشوں اور اُن کے ائمہ کو پیدا کیا۔ بعد ازاں اُس طین کو تمہارے فضلہ طین کے ساتھ ملایا۔ اور اگر ان کی طین کو اصلی حالت پر رکھتا اور تمہاری طین کے ساتھ نہ ملاتا تو وہ لوگ نہ تو کلمہ پڑھتے نہ نماز روزہ رکھتے نہ زکوٰۃ دیتے نہ حج کرتے نہ امانت ادا کرتے اور نہ تمہاری صورتوں سے مشابہ ہوتے۔ اور مومن کے لئے اس سے زیادہ تکلیف دہ کونسی بات ہو سکتی ہے کہ وہ اپنے دشمن کو اپنی صورت پر دیکھے۔ میں نے عرض کیا اے فرزند رسولؐ پس اللہ نے ان دونوں طینتوں کو کیا کیا۔ ارشاد فرمایا کہ دونوں کو ماء اول اور ماء ثانی سے ملایا اور خوب سا جھکورا۔ پس اس میں سے ایک مٹھی لیکر ارشاد فرمایا کہ یہ جنت کی خاطر ہے اور میں کچھ پرواہ نہیں کرونگا اور دوسری مٹھی لیکر ارشاد فرمایا کہ یہ نار کی خاطر ہے اور میں کچھ پرواہ نہیں کرونگا بعد ازاں دونوں کو مخلوط فرمایا پس مومن کی جوہریت اور طین کافر کی جوہریت اور طین پر واقع ہوئی۔ اسی طرح کافر کی جوہریت اور طین مومن کی جوہریت اور

طین پہ پڑی - پس جو کچھ تو ہمارے شیعوں سے زنا یا لواطہ یا ترک صلوٰۃ
یا صیام یا حج یا جہاد یا خیانت یا ان کبائر میں سے کسی کبیرہ کا مرتکب دیکھتا ہے
پس وہ ناصبی کی طین اور اُس کے عنصر کا اثر ہے جو اس مومن کی طین سے متصل
ہے - کیونکہ ناصبی کی جوہریت اور عنصر اور طین کا مقتضیٰ یہی ہے کہ وہ مآثم
اور فواحش اور کبائر کا ارتکاب کرے - اور جو کچھ تو کسی ناصبی سے پابندی
صلوٰۃ و صیام زکوٰۃ و حج اور جہاد اور طرح طرح کے کار خیر دیکھتا ہے پس وہ
طین اور جوہریتِ مومن کا اثر ہے جو اُس کی طین سے متصل ہے - کیونکہ
جوہریت اور عنصر اور طینتِ مومن کا مقتضیٰ یہی ہے کہ وہ تحصیل حسنات
کرے - اور اعمال خیر بجالائے اور ہر طرح کے گناہوں سے اجتناب اور پرہیز
کرے [۵] +

اور جب یہ سارے اعمال بارگاہ ذوالجلال میں پیش کئے جاتے ہیں تو حضرت
جلالت انصاف و عدالت سے ارشاد ہوتا ہے - میں سب سے بڑا عادل ہوں کبھی
جور نہیں کرتا - منصف ہوں کبھی ظلم نہیں کرتا حکم ہوں کبھی ستم نہیں کرتا -
اور نہ کسی طرف بیجا میلان کرتا ہوں اور نہ ظلم کرتا ہوں - لاحق کرو ان بُرے
اعمالِ مومن کو جوہریت اور طین ناصبی کے ساتھ - اور لاحق کرو ان اچھے اعمالِ
ناصبی کو جوہریت اور طینِ مومن کے ساتھ ہر ایک کو اُس کی اصل کی طرف
واپس کرو - بالتحقیق کہ میں وہ معبود ہوں کہ میرے سوا کوئی عبادت کے لائق
نہیں میں ہوں دانائے اسرار و خفیات اور میں اپنے بندوں کے دلوں سے
خوب واقف ہوں - نہ ستم کرتا ہوں نہ ظلم اور نہ کسی پہ الزام قائم کرتا ہوں -
مگر اُس پہ جس نے اُس الزام کو معلوم کر لیا ہے پہلے اس سے کہ اُس کو خلق
کروں - بعد ازاں حضرت امام محمدؐ باقر - باقر علوم الاولین والآخرین علیہ الصلوٰۃ

[۵] یہ احادیث تحقیق و تشریح طلب ہیں - ایڈیٹر۔

علیہ السلام نے ارشاد فرمایا اے ابراہیم پڑھو یہ آیت میں نے عرض کیا اے فرزند رسولؐ کونسی آیت ارشاد فرمایا۔ قَالَ مَعَاذَ اللّٰہِ اَنْ نَّاْخُذَ اِلَّا مَنْ وَّجَدْنَا مَتَاعَنَا عِنْدَہٗۤ اِنَّاۤ اِذًا لَّظٰلِمُوْنَ ﴿ترجمہ یوسفؑ نے کہا معاذ اللہ یہ کس طرح ہوسکتا ہے کہ ہم غیر ملزم کو پکڑیں جس کے پاس سے ہماری چیز نکلی ہے ہم اُسی سے مواخذہ کرینگے ورنہ ہم ظالم ہونگے﴾ ظاہری مطلب اس کا وہی ہے جو تم سمجھتے ہو۔ لیکن اے ابراہیم بخدائے عزوجل باطن میں اس کا وہ مطلب ہے جو میں نے بیان کیا ہے ✚ بالتحقیق کہ قرآن کے لئے ظاہر ہے باطن ہے محکم ہے متشابہ ہے ناسخ ہے اور منسوخ ہے بعد ازاں حضرت نے ارشاد فرمایا کہ اے ابراہیم مجھ سے بیان کر شمس کی نسبت جبکہ وہ طلوع ہوتا ہے اور اُس کی شعاع شہر و دیار میں ظاہر ہوتی ہے۔ کیا وہ اُس کے قرص سے علیحدہ ہے۔ میں نے عرض کیا حالت طلوع میں اُس کی شعاع اُس سے بائن ہے ارشاد فرمایا کیا یہ بات نہیں ہے کہ جب سورج غروب ہوتا ہے تو وہ شعاع اس کے قرص کے ساتھ متصل ہوتی جاتی ہے حتی کہ اس کی طرف عود کر آتی ہے۔ میں نے عرض کیا ہاں اسی طرح ہے۔ ارشاد فرمایا کہ اسی طرح ہر شے اپنے سنخ اور جوہر اور اصل کی طرف عود کریگی۔ اور جب روز قیامت ہوگا تو خدائے عزوجل ناصبی کی سنخ اور طینت کو مع اُس کے انتقام اوزار گناہ کے موافق مومن سے جدا کردیگا اور اُس کو ناصبی کے ساتھ ملحق کریگا۔ اسی طرح سنخ اور طینتِ مومن کو مع اس کے حسنات اور ابوابِ خیر و اجتہاد کے ناصبی سے علیحدہ کردیگا۔ کیا تو اس جگہ ظلم اور عدوان دیکھتا ہے۔ میں نے عرض کیا نہیں۔ اے فرزند رسولؐ ارشاد فرمایا واللہ یہی قضاء فاصل حکم قاطع اور عدل بین ہے۔ اُس کو کوئی نہیں پوچھ سکتا کہ وہ ایسا کیوں کرتا ہے اور وہ سب پوچھے جائینگے۔ اے ابراہیم اسے لے کہ یہ حق بات تیرے پروردگار کیطرف سے ہے۔ اور کسی طرح کا شک نہ کر یہ حکمِ ملکوت سے ایک حکم ہے۔ میں نے عرض

کیا اے فرزند رسول حکم ملکوت کیا ہے ؟ ارشاد فرمایا حکم خدا اور حکم انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام۔ اے ابراہیم غور کر قصۂ خضرؑ و موسیٰؑ پر جبکہ موسیٰؑ نے خضرؑ کی مصاحبت چاہی پس خضرؑ نے کہا کہ تو میرے ہمراہ ہرگز صبر نہیں کر سکیگا۔ اور تو کیونکر ان باتوں پر صبر کریگا جن کا تجھ کو علم ہی نہیں ہے۔ اے ابراہیم سمجھ اور عقل سے کام لے۔ دیکھ موسیٰؑ نے خضر پر اعتراض کیا اور اُن کے افعال کو بُرا جانا اور نوبت یہانتک پُہنچی کہ خضرؑ کو آخر کہنا پڑا۔ اے موسیٰ میں نے یہ کام اپنے حکم سے نہیں کئے۔ بالتحقیق میں نے یہ تمام کام اللہ کے امر سے کئے ہیں۔ پس یہ قصہ خضرؑ اور موسیٰؑ اسی حکم ملکوت سے ہے۔ اے ابراہیم قرآن پڑھا جاتا ہے اور خدائے عزوجل سے اخبار نقل کئے جاتے ہیں۔ جو کوئی ایک حرف بھی اس کا رد کریگا بالتحقیق اُس نے کفر اور شرک کیا اور خدائے عزوجل کی تردید کی۔ ابراہیم لیثی کہتے ہیں گویا میں پہلے سے ان آیات کو سمجھا ہی نہیں تھا۔ اور حالانکہ میں اُن کو چالیس سال سے برابر پڑھ رہا تھا۔ مگر آج معلوم ہوا کہ ان کا یہ مطلب ہے۔ پس میں نے عرض کیا اے فرزند رسول یہ کس قدر عجیب بات ہے کہ آپ کے دشمنوں کی نیکیاں لیکر آپ کے دوستوں کو دیجائینگی اور آپ کے محبوں کی بُرائیاں لیکر آپ کے مخالفوں کو دیجائینگی۔ تو حضرتؑ نے فرمایا ہاں اُس معبود کی قسم ہے جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور جو دانے کا شگافتہ کرنیوالا اور ارواح کا پیدا کرنیوالا اور زمین و آسمان کا بنانے والا ہے ÷

میں نے تجھے خبر نہیں دی مگر حق۔ اور نہیں بیان کیا تجھ سے مگر صدق اللہ نے ان پر ہرگز ظلم نہیں کیا اور اللہ اپنے بندوں پر ظلم کرنیوالا نہیں ہے۔ اور جو کچھ میں نے تجھ سے بیان کیا ہے وہ سب قرآن مجید فرقان حمید میں موجود ہے میں نے عرض کیا آیا یہ بعینہٖ موجود ہے۔ حضرتؑ نے ارشاد فرمایا تیس مقاموں سے

زیادہ ہیں مذکور ہے کیا تو چاہتا ہے کہ میں تجھے پڑھ کر سناؤں میں نے عرض کیا ہاں اے فرزند رسولؐ۔ پس ارشاد فرمایا۔ دیکھ خدائے عزوجل فرماتا ہے۔ "وقال الذین کفروا للذین اٰمنوا اتبعوا سبیلنا ولنحمل خطٰیٰکم وما ھم بحٰملین من خطٰیٰھم من شیء انھم لکٰذبون ولیحملن اثقالھم واثقالا مع اثقالھم الخ۔" (اور وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا ہے مومنین سے کہتے ہیں کہ تم ہمارے طریق پر چلو ہم تمہارے گناہوں کے ذمہ وار ہیں اور حالانکہ وہ اُن کے کسی گناہ کے ذمہ وار نہیں ہیں۔ بالتحقیق کہ وہ جھوٹے ہیں وہ تو اپنے ہی گناہوں کا بھاری بوجھ اُٹھائینگے اور دوسروں کے بوجھ بھی اُن کے بوجھ کے ساتھ ملحق کئے جائینگے۔ وہ کس خیال میں ہیں) حضرتؑ نے فرمایا اور بیان کروں اے ابراہیم میں نے عرض کیا ہاں اے فرزند رسولؐ ارشاد فرمایا۔ "لیحملوا اوزارھم کاملۃ یوم القیٰمۃ ومن اوزار الذین یضلونھم بغیر علم الا ساء ما یزرون۔" (تاکہ وہ بروز قیامت اپنے گناہوں کا کامل بوجھ اور کچھ اُن لوگوں کے گناہوں کا جن کو بغیر علم کے گمراہ کرتے ہیں اُٹھائیں آگاہ ہو بہت بُرا ہے وہ بوجھ جس کو وہ اُٹھانا چاہتے ہیں) حضرتؑ نے فرمایا کیا اور چاہتا ہے؟ میں نے عرض کیا ہاں اے فرزند رسولؐ۔ ارشاد فرمایا۔ "فاولٰئک یبدل اللہ سیاٰتھم حسنات وکان اللہ غفورا رحیما" یہ وہ لوگ ہیں جن کے سیئات کو خداوند عالم حسنات سے بدل دیگا اور ہمیشہ سے غفور اور رحیم ہے خداوند عالم ہمارے شیعوں کے گناہوں کو نیکیوں سے بدل دیگا اور ہمارے دشمنوں کی نیکیوں کو گناہوں سے قسم بجلال خدا و وجہ خدا بالتحقیق کہ یہ اُس کے بعض عدل و انصاف سے ہے کوئی اُس کے فیصلہ کو رد نہیں کر سکتا اور کوئی اُس کے حکم کو روک نہیں سکتا وہ سننے والا اور جاننے والا ہے۔ اے ابراہیم کیا میں تجھ سے مزاج اور دونوں طینتوں کے امر کو قرآن سے نہ بیان کروں؟ میں نے عرض کیا اے فرزند رسولؐ

ضرور ارشاد فرمائیے۔ فرمایا پڑھ اے ابراہیم۔ الذین یجتنبون کبائر الاثم و الفواحش الا اللمم ان ربک واسع المغفرۃ ھو اعلم بکم اذ انشاء کم من الارض (یعنے من الارض الطیبۃ والارض المنتنۃ) فلا تزکوا انفسکم ھو اعلم بمن اتقی" (وہ لوگ جو کبائر اور فواحش سے اجتناب کرتے ہیں مگر لمم سے بالتحقیق کہ تیرا رب بڑا مغفرت والا ہے وہ تمکو خوب جانتا ہے کیونکہ اُسی نے تم کو ارض طیبہ اور ارض خبیثہ سے پیدا کیا ہے۔ پس تم اپنے نفسوں کو بلا علمِ حقائق اُمورِ گئی مست بناؤ وہ خوب جانتا ہے۔ کہ اصلی متقی کون ہے۔ اس سے خداوند عالم کا یہ مطلب ہے کہ تم میں سے کوئی اپنی کثرت صلوٰۃ و صیام زکوٰۃ و نسک پر فخر نہ کرے کیونکہ خدائے عزوجل تم میں سے اُس شخص کو جو متقی ہے خوب جانتا ہے کیونکہ یہ اُمورِ لمم کی وجہ سے ہیں اور لمم مزاج ہے۔ اور سُن اے ابراہیم۔ میں نے عرض کیا ہاں اے فرزند رسول ارشاد فرمایئے۔ کما بدأکم تعودون فریقا ھدی و فریقا حق علیہم الضلالۃ انہم اتخذوا الشیاطین اولیاء من دون اللہ" (جیسا کہ ابتدا میں تم کو اللہ نے بنایا ہے ویسا ہی تمہارا انتہا ہو گا۔ ایک فریق کو اُس نے ہدایت کی اور ایک فریق پر گمراہی ثابت ہوئی کیونکہ اُنہوں نے اللہ کو چھوڑ کر شیطانوں کو اپنا ولی بنایا یعنی ائمہ حق کو چھوڑ کر اُنہوں نے ائمہ جور کو اپنا امام اور مقتدا بنایا۔

اور وہ خیال کرتے ہیں کہ وہ ہدایت یافتہ ہیں!!! اے ابو اسحٰق اپنے پاس اس حدیث کو محفوظ رکھ۔ خدا کی قسم کہ یہ حدیث ہماری روشن احادیث سے ہے اور ہمارے اسرار کا باطن ہے اور ہمارے خزائن کا مکنون ہے۔ جا اور ہمارے بھید پر کسی کو مطلع نہ کر مگر مومن مستبصر کو۔ کیونکہ اگر تو ہر کس و ناکس سے ہمارے بھید کو بیان کریگا تو تیری جان و مال اور فرزند سب خطرے میں پڑ جائینگے۔ (صلے اللہ علے محمد و آلہ وسلم تسلیما کثیرا"۔

(مترجم) اس حدیث صحیح کے پڑھنے اور سمجھنے کے بعد یہ خیال ہرگز ہرگز نہ پیدا ہو کہ پھر تو جو کچھ جی چاہے کرو۔ اور بعثت انبیاءؑ بیکار ہے جبکہ ہر فعل کا صدور مزاج طین سے ہے پس ہم مجبور ہیں جیسی طینت ہوگی ویسا ہی عمل صادر ہوگا۔ ہمارا کیا قصور ہے جبکہ ہم کو پیدا ہی ایسی طین سے کیا گیا ہے جو باعث شر و خیر ہے۔ کیونکہ ہر فعل کا ایک اثر ہوتا ہے اور ایک جزا ہوتی ہے۔ اثر تو فعل کے ساتھ ہی شروع ہو جاتا ہے۔ اور جزا بعد میں ملتی ہے۔ پس جو کچھ ارتکاب فواحش کے آثار ہیں وہ بالبداہت افعال سے وابستہ ہیں خواہ مومن ان کا مرتکب ہو یا ناصبی پس اگر مومن کسی کبیرہ اور فاحشہ کا مرتکب ہوگا تو دنیا میں ضرور بالضرور اس کے اثر سے متاثر ہوگا۔ ممکن نہیں کہ محفوظ رہے۔ اور انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی بعثت ضروری ہے کیونکہ اگر وہ نہ ہوتے تو ہم ہرگز حسنہ اور سیئہ میں تمیز نہیں کر سکتے تھے۔ پس صراط مستقیم پر کس طرح چل سکتے۔ دیکھو ریل کا انجن بعد تکمیل کے ریل کی لائن پر کھڑا کر دیا جاتا ہے لیکن منزل مقصود تک پہنچنے کے لئے اُس کو گائڈ اور ہادی کی ضرورت پڑتی ہے۔ ورنہ گمراہ ہو کر تحت الثریٰ کو پہنچ جاتا ہے۔ یا ٹکرا کر تباہ ہو جاتا ہے +

اور یہ امر وجدانی ہے کہ طینت ہم پر مسلط نہیں ہے ہم کو مجبور نہیں کرتی کہ ہم بے اختیار کسی کبیرہ یا فاحشہ کے مرتکب ہوں ارتکاب کے واسطے ہم اپنے اختیار سے اہتمام کرتے ہیں۔ اور طرح طرح کے اسباب و وسائل پیدا کر کے اُس میں شاغل ہوتے ہیں +

باقی رہی یہ بات کہ ہمارا کیا قصور ہے جبکہ ہم کو پیدا ہی ایسی طین سے کیا گیا ہے جو باعث شر ہے۔ پس اس امر کا جواب حضرتؑ نے دوسری حدیث شریف میں خود بیان فرمادیا ہے۔ چنانچہ حضرت جابر جعفی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے جناب امام محمد باقر علیہ الصلوٰۃ والسلام سے آیہ مجیدہ "وان لو استقاموا

علی الطریقۃ لاسقیناھم ماءً غدقاً کی تفسیر میں سُنا ہے کہ اس کا یہ مطلب ہے کہ اگر وہ لوگ عالمِ ظلال و ارواح میں ولایت اہل بیت کا اقرار کرتے تو ہم ان کی ارواح کو اُن اجسام میں رکھتے جو ماءِ عذب و زلال سے بنائے گئے ہیں پس منشاء اختلاف طینتِ مومن اور طینتِ ناصبی کا تکلیفِ قبلی ہے جو عالم ارواح میں بوقت میثاق دی گئی تھی چنانچہ آیہ ذیل اس پر دال ہے فما کانوا لیؤمنوا بما کذبوا بہ من قبل وہ لوگ ہرگز اس عالم دُنیا میں اُس شے پر ایمان نہیں لائینگے جس کا اُنہوں نے پہلے عوالم میں اقرار نہیں کیا ہے۔ اور اس آیہ مجیدہ کی تفسیر میں امام عالیمقام نے فرمایا ہے ”کانت التکذیب ثم“ یعنی اقرار اور انکار وہیں روزِ الست میں ہو چکا ہے ؛

یا علیؑ ولی امام انام + ہو سدا آپ پر درود و سلام
(باقی آئندہ) الٰہی جرم من بہرِ نبی بخش +

غزل مدحیہ

سید اشفاق حسین جعفری۔ فائق بریلوی شاگرد حضرت قیصر بریلوی مدظلہ العالی

وہ اعلیٰ مرتبہ ہے شاہِ مرداں شیرِ یزداں کا
وہی حامل ہے عرفاں کا وہی جامع ہے قرآں کا

لکھا ہے وصف جو میں نے علیؑ کے روئے تاباں کا
بنا ہے مطلعِ خورشید مطلع میرے دیواں کا

علیؑ ہی تھے جہاں میں مدعا ہے خاص قرآں کا
علیؑ ہی سے تو قائم سلسلہ ہے دینِ ایماں کا

لیا سر پر عدو نے بار کیوں خونِ شہیداں کا
روا تھا خون بہانا کب مسلماں کو مسلماں کا

یہ کیسے سنگدل تھے کاٹنے والے خداوندا
شجر پھولا پھلا شیرِ الٰہی کے گلستاں کا

وہ تسلیم و رضا انکی۔ یہ ظلم ناروا اُن کا
زبان اصغر کی سوکھی اور قطرہ آب پیکاں کا

ہوا اس شان کا اس دبدبے کا کون دُنیا میں
لقب کس کو ملا ہے جز علیؑ کے شیرِ یزداں کا

زہے رتبہ تیری شانِ یداللّٰہی کا اے مولا — کرا دے خدمتی روح الامیں ہے تیرے بیاں کا
فرشتوں کے جنوں کے۔ قدسیوں کے حور و غلماں کے — دلوں پر رعب طاری ہے تیری شمشیر براں کا
ہوا ہے یہاں پر خونِ ناحق جو خداوندا — زمینِ کربلا مخزن تھی کیا گنجِ شہیداں کا
کھڑی تھی تیغ میں بھی تیری جوہر حق شناسی کے — مٹا دیتی تھی جھگڑا صاف دم میں کفر و ایماں کا
محمد ہی سمجھتے ہیں تیرے رتبے کو اے آقا — تیری توصیف میں آیا ہے ہر ایک سورہ قرآں کا
علی کے مصحفِ رخ کی تجلی دیکھ کر فائق — بنا دل جوشِ شوقِ عشق میں سیپارہ قرآں کا

ریویو

الکلام۔ یہ ایک ماہواری رسالہ دفتر اصلاح کھجوہ ضلع سارن سے شائع ہونا شروع ہوا ہے۔ ابھی ایک نمبر پہنچا ہے۔ مقاصد اچھے اور مفید ہیں بشرطیکہ پابندی رہے اس کے ساتھ کتاب مستطاب احقاق الحق۔ نہج البلاغہ اور فقہ الشیعہ کا ترجمہ بھی شائع ہوتا ہے تقطیع کلاں ۲۲×۲۹ ہے۔ لکھائی چھپائی بھی اچھی ہے۔ سالانہ چندہ ۳ روپئے ہے۔

جوہر منظوم۔ سید الوصیین و امام المتقین اسد اللہ الغالب ابو الائمہ علیؑ ابن ابیطالب کے مصائب و نوائب میں ایک نہایت عمدہ اور قابل دید مثنوی بزبان فارسی ہموم و غموم کی کہانی خود امام معصومؑ مظلوم کی زبانی

مثنوی آب زلال۔ بزبان فارسی در معجزات و کرامات امام ہمام وصی خیر الانام و دلائل وراثت خلافت و امامت حضرت شاہِ ولایت علیہ السلام ÷

شعلۂ جوالہ۔ در بحث و تحقیق احراق الکلام مجید بزبان فارسی ÷

دلیل قوی بر حقیت دین مرتضوی۔ اس کا مضمون نام ہی سے معلوم ہے فصیح فارسی میں مختصر و جامع و مفید رسالہ ہے۔ یہ تمام رسائل مذکورہ فاضل باذل عارف کامل مروج شریعت غراء محمدی و منہج مرتضوی جناب شریعت مدار حجت الاسلام

مولانا المفتی سید محمد عباس الموسوی الشوستری قدس سرہ القدسی کی تصنیف سے ہیں مصنف کی شہرت تعریف سے مستغنی ہے ÷

شریعۃ الاسلام - حصہ دوم - جناب فاضل امجد المولوی سید محمد ابن جناب نجم العلماء مولانا سید نجم الحسن صاحب ظلہ العالی کی تصنیف سے ہے اس کا پہلا حصہ اصول دین ہے جسکو اکثر ناظرین ملاحظہ فرما چکے ہوں گے - اس میں احکام صلوٰۃ ہیں بطرز خوب و اسلوب مرغوب لکھے ہیں - تھوڑی لیاقت کے آدمی بھی فائدہ اُٹھا سکتے ہیں اس کا ایک ضمیمہ علیحدہ چھپا ہے جس میں عورتوں کے احکام مخصوصہ متعلق نماز مندرج ہیں ÷

یہ تمام رسائل جناب مولانا ممدوح نجم العلماء مدظلہ العالی کیطرف سے شائع ہوتے ہیں اور انہیں کیطرف سے تحفۃً بھیجے ہیں شائقین کو مطبع نور المطابع لکھنؤ اور غالباً جناب مولانا ہی کی معرفت دستیاب ہو سکتے ہیں ÷

سرادق عفت - یہ رسالہ قرآن و حدیث سے عورتوں کے پردے کے وجوب میں خود جناب مولنائے ممدوح موصوف کی تصنیف ہے جو حسب ارشاد ہز ہائینس جناب نواب رامپور بالقابہ دام اقبالہ مطبع نور المطابع لکھنؤ سے شائع ہوا ہے - اس کے آخر میں اس مسئلہ کے متعلق بعض دیگر علماء اعلام مدظلہ کے بھی دستخط ثبت ہیں - طالبین مطبع معلوم سے طلب کر سکتے ہیں ÷

معذرت

ہم اپنے ناظرین سے محجوب ہیں کہ رسالہ ماہ شعبان المعظم تاریخ مقررہ پر شائع نہیں ہوا جسکی علت یعنی علالت کاتب کا ہم پہلے اظہار کر چکے ہیں - اس مرتبہ تاخیر نہوتی اگر کاتب صاحب اپنی صحت کی اطلاع دیکر اور مضامین منگا کر بعد انقضاء وقت معین یعنی ۳ - شوال المکرم پھر اسی عذر اولی کیساتھ واپس نکرتے - بہر حال تاخیر مجبوری ہے اور ہم معذور و العذر عند کرام الناس مقبول - ہماری طرف سے برابر کوشش کر رہے ہیں کہ رسالہ وقت پر ناظرین کے ہاتھوں میں پہنچے اور امید ہے کہ انشاء اللہ

خزانۂ جواہرات

راستی موجب رضائے خدا است
کس ندیدم کہ گم شد از رہ راست

سچوں کے آگے ہم اپنی یہ جمیع سریع التاثیر چیزیں پیش کر کے اپنے ملک کے اشتہاری حکیموں کو دکھانا چاہتے ہیں کہ بغیر ایک لفظ جھوٹ کہنے کے ایک صادق انسان اپنی تجربات سے دُنیا کو کیونکر گرویدہ بنا سکتا ہے۔ سنئے:-

روح اکسیر - یہ شرف اسی دوا کو ہے کہ قریباً تین سو امراض پر اپنا جادو بھرا اثر چند دن میں ظاہر کرتی ہے اور جس کے موجود ہوتے نہ کسی حکیم کی خوشامد اور نہ کسی بیہودہ اشتہاری دوائی کی ضرورت۔ اس کے استعمال سے ناطاقتی سوزاک - بواسیر - بخار - ہیضہ - درد شکم - دائمی قبض - تپ دق - کھانسی دمہ زکام - پیچش - ناطاقتی دماغ - طاعون خارش - درد سر درد دندان - سرسام - سرگی قے - بانجھ پن - سیل استقاط حمل - امراض چشم ہچکی نکسیر وغیرہ وغیرہ جیسے امراض اس طرح دور ہوتے ہیں گویا ہتھیلی پر سرسوں جم گئی۔ مرد کو جوانمرد - بے اولاد کو صاحب اولاد بنانا اس کا ادنیٰ کرشمہ ہے - اس دوا کو اگر تمام حکمت کا نچوڑ کہیں تو بجا ہے۔ جس مریض پر کسی نے اسکا استعمال کیا تیر بہدف پایا۔ ہر ایک کے گھر میں اسکا رہنا ضروری ہے۔ اسکی جتنی تعریف کیجائے تھوڑی ہے۔ خوراک صرف دو تین قطرے ہیں قیمت فی شیشی فی تولہ صرف ایک روپیہ چار آنے یک لخت چھ شیشی کے خریدار کو ایک شیشی مفت اور محصولڈاک معاف +

حبوب ظفریاب - یہ گولیاں اشتہاری دُنیا میں سب سے اعلیٰ ہیں قوت کے پیدا کرنے میں اکسیر سے کہیں بڑھ چڑھ کر ثابت ہوئی ہیں صرف چند روزہ استعمال سے انسان مانند فولاد کے ہو جاتا ہے زیادہ تعریف فضول ہے۔ تجربہ خود ثبوت کی ماں ہے۔ مُشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار بگوید۔ قیمت فی درجن صرف ایک روپیہ - دو درجن ڈیڑھ روپیہ - چار درجن تین روپے اور محصولڈاک معاف +

سفوف مراد - یہ سفوف ہر قسم کی کمزوری سستی اعصاب جگر و مثانہ - لاولدی - چہرے کی زردی درد کمر دائمی قبض - غرضکہ تمام مردانہ پرائیویٹ امراض کا چند دنوں میں قلع قمع کر کے گم شدہ طاقتوں کو بحال کر دیتا ہے۔ اس کے استعمال سے سیروں صالح خون پیدا ہوتا ہے۔ اگر اس کو نعمت غیر مترقبہ کہیں تو بجا ہے۔ منگایئے اور خانہ اٹھا کر قدرت خدا ملاحظہ فرمایئے۔ قیمت فی پیکٹ صرف دو روپے علاوہ محصول +

سفوف ہاضم - یہ سفوف دائمی قبض - بدہضمی - پیچش - کھٹی ڈکاریں آنے - جی متلانے - سوزش سینہ - غرضکہ تمام امراض معدہ کو دُور کر کے قوت ہاضمہ کو بڑھاتا ہے۔ کھانے میں نہایت لذیذ روزانہ استعمال نہایت مفید ہے قیمت فی پیکٹ صرف آٹھ آنے علاوہ محصولڈاک +

المشتہر

مصطفےٰ - متصل دفتر البرہان بازار حکیماں لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قانون فطرت - وجود حجت اور امام غائب علیہ السلام

(نوٹ) ماہ مبارک شعبان کے رسالے میں ہم حضرت حجۃ امام غائب علیہ السلام کے متعلق کچھ لکھ چکے ہیں - خصوصاً چار امور کی بابت معتدبہ بحث کر چکے ہیں۔ نسل جناب امام غائب علت غیبت مسئلہ رجعت اور وفات حضرت عیسےٰ - لیکن اس میں جو لکھا گیا ہے وہ صرف انہی سوالات کے متعلق تھا جن کے جواب میں وہ لکھا گیا ہے - اور ابھی بہت سے امور ایسے باقی ہیں جن کی بابت کچھ لکھنا ضروری ہے - بلکہ دینی ضرورت - مخالفین کے سخت ناگوار اور جاہلانہ حملے ان کی ابلہ فریب تحریرات اور احباب کی پے در پے فرمائشات مقتضی ہیں کہ اس سلسلے کو طول دیا جائے - بلکہ ضروری ہے کہ دیگر اہل قلم برادران مومنین میں سے بھی بعض حضرات اڈیٹر کا ہاتھ بٹائیں - اور نصرت دین میں حصہ لیں - تاکہ ہر ایک امر پہ کافی بحث کی جاسکے - اور ناظرین کو حق و باطل کی تمیز کا پورا موقع ملے - لیکن قبل اس کے کہ ہم اصل بحث کو شروع کریں چند اصولی اور ضروری امور کا ذکر کر دینا لازم ہے اور وہ یہ ہیں *

چند اصولی اور ضروری امور

اوّل دیانت اسلامی کا مبنیٰ اصول فطریہ و مستقلات عقلیہ ہیں۔ اور مدرک احکام کتاب و سُنّت ہے۔ لیکن عام امور میں عقل تاوقتیکہ مؤید بعقل کل (حضرت خاتمؑ) نہ ہو قابل وثوق و اعتماد نہیں ہو سکتی کیونکہ اختلاف عقلاء اکثر و بیشتر امور میں مشاہدہ محسوس اور مسلمات سے ہے۔ اور فطرت کی شناخت اور اس کے آثار پر احاطہ عوام تو کیا خواص کے لئے بھی مشکل بلکہ ناممکن ہے۔ اور اس لئے کہا جاسکتا ہے کہ اصل جمیع امور میں کتاب اللہ و سنت رسولؐ ہے۔ کیونکہ مُنزِل کتاب خالق عقول و واہب النفوس اور مبین کتاب عقل کل و مؤید بروح قدس صاحب "ماینطق عن الھوےٰ ان ھو الا وحی یوحی لسان اللہ الناطق و رسول الامین الصادقؐ ہے۔ اور اس لئے اگرچہ احکام اسلام تمامتر مطابق فطرت عالم و اصول عقلیہ ہیں۔ لیکن مقام وثوق و اعتماد ہم ناقص العقول العلوم میں کتاب و سنت کا مقدم رکھنا ضروری ہے اور ہم ایسا ہی کرینگے۔ لیکن مطابقت فطرت و سنت کو بھی نظر انداز نہ کرینگے۔ بلکہ ابتداء اسی سے ہوگی ؛

مسلمہ ہے۔ کہ جو امر یقینی اور قطعی طور پر کتاب اللہ و سنت رسولؐ سے ثابت ہو جائے وہ کسی استبعاد عقلی سے باطل نہیں ہو سکتا۔ چہ جائیکہ محض تخیلات باطلہ و قیاسات رکیکہ و واہیہ اس کے بطلان کا موجب ہو سکیں دین کی بنا ظن و قیاس پر نہیں ہے بلکہ علم و یقین پر ہے۔ "فان الظن لا یغنی عن الحق شیئاً" "ظن ہرگز حق کی راہنمائی نہیں کر سکتا"۔ "وبعض الظن اثم" "بعض ظن گناہ ہوتے ہیں"۔ "وان دین اللہ لا یصاب بالقیاس" دین خدا بذریعہ قیاس حاصل نہیں ہو سکتا۔ اول مہلک قیاس ہے اور

اوّل فتنہ قیاس ہی سے پیدا ہوا ہے۔ ابلیس صرف اسی قیاس کی وجہ سے معرفت مقام نبوت وخلافت الٰہیہ سے محروم رہکر ہمیشہ کے لئے مردود وملعون ورجیم ہوا۔ اور ہزاروں نہیں لاکھوں نہیں کروڑوں آدمی اسی کی تقلید سے گمراہ ہوئے۔ جنہوں نے صرف قیاس کو بنائے دین قرار دیا۔ اور جب ایک امر مطابق فطرت عالم اور مستقلات عقلیہ سے مؤید ومستند بکتاب وسنت ہو وہ صرف اس کہنے سے کہ یہ نہیں ہوسکتا۔ وہ ناممکن ہے۔ اگر یہ ہوتا تو وہ ہوتا۔ اگر ایسا ہے تو یوں کیوں نہیں۔ باطل نہیں ہوسکتا یعنے اگرچہ مگرچہ چنانچہ۔ لیت ولعل وعسے دلائل یقینیہ وبراہین قطعیہ کو ساقط وباطل نہیں کرسکتے۔ اور جو لوگ بعض ایسے تخیلات وقیاسات رکیکہ واہیہ اور اس قسم کی بکواس سے امور یقینیہ دینیہ میں شک وشبہ کر بیٹھتے ہیں۔ یہ ان کے ضعف ایمان اور عدم معرفت احکام اسلام کی دلیل ہے۔ "فلا تقف ما لیس لک بہ علم" جس بات کا علم ویقین نہ ہو جائے محض تخیلات وقیاسات کی بنا پر ان کے پیچھے لگ جانا خلاف دیانت ومقتضائے عقل ہے۔ عند التحقیق معلوم ہوگا کہ کفار ومشرکین جو منکر نبوت رہے ہیں اور ملحدین ودہریین جو خدا کے وجود سے انکار کرتے ہیں ان کے انکار کا دار ومدار بھی اسی قیاس فاسد پر ہے ورنہ دلائل بینات پیغمبری کبھی در اصل باطل وقابل عدم وثوق واعتماد نہ تھیں۔ اور آیات الٰہیہ محل شک وریب نہیں فان الحق ابلج وفی الارض آیات للموقنین وفی انفسکم افلا تبصرون ان شبہات۔ تخیلات۔ قیاسات سے نہ نبی کی نبوت ورسالت باطل ہوئی۔ اور نہ خدا کی ربوبیت والوہیت بلکہ منکرین نے اپنی دنیا وعاقبت خراب کی۔ پس آخر کار یہی حال ان کے قدم بقدم چلنے والوں اور آیات الٰہی کی تکذیب کرنیوالوں کا ہوگا۔ "اتی امر اللہ فلا تستعجلوہ۔ سبحانہ وتعالیٰ عما یشرکون"

دوم۔ مسلّم ومحقق ہے کہ آیات کتاب حمید مجید بعض محکم ہیں اور بعض متشابہ۔

"آیات محکمات ھن ام الکتاب واُخر متشابھات" اور آیات محکمات ہی اصل
و مرجع کتاب ہیں - اور متشابہات محتاج تاویل ہیں - اور تاویل سوائے خدا کے اور
کوئی نہیں جانتا - قال سبحانہ و تعالیٰ "ولا یعلم تاویلہ الا اللہ" اس کی تاویل
سوائے خدا کے اور کوئی نہیں جانتا - الّا وہ جس کو خدا بتلائے اور وہ پیغمبر ہے
اور اوصیاء پیغمبر جو معلم بتعلیم الٰہی ہیں - اور وہ ہی راسخون فی العلم ہیں - دوسرا
جو بلا تعلیم الٰہی دعوئے فہم تاویل کرے کاذب و مفتری علی اللہ ہے "ومن اظلم
ممن افتری علی اللہ کذبا" علم تاویل مقام نبوت ہے - چنانچہ قول حضرت
یوسفؑ مشہور و معروف ہے "وعلمتنی من تاویل الاحادیث" پس اصل علم
تاویل خدا ہی کو ہے - اور پیغمبرؐ و وصی پیغمبرؐ کو اس کی تعلیم سے حاصل ہوتی ہے بالذات
نہیں ہے - ان راسخون فی العلم کا یہ قول ہے "والراسخون فی العلم یقولون
آمنا بہ کل من عند ربنا وما یذکر الا اولوالالباب" یعنے راسخون فی العلم کہتے
ہیں کہ ہم اُس پر ایمان لائے ہیں اور کل محکم و متشابہ ہمارے پروردگار ہی کی طرف سے ہے
اور سب حق و صدق ہے اور وہ اسی واسطے اپنی طرف سے کچھ نہیں کہتے - لیکن
جو بے ایمان ہیں اور جن کے دلوں میں مرض نفاق اور کجی ہے وہ متشابہات ہی
کو اپنا دام تزویر بناتے ہیں "کما قال سبحانہ وتعالیٰ - وَاَمَّا الَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِہِمْ
زیغ فیتبعون ما تشابہ منہ ابتغاء الفتنۃ وابتغاء تاویلہ (آل عمران ع ۱)
لیکن وہ لوگ جن کے دلوں میں کجی ہے اور سیدھے ہی نہیں ہوتے وہ ہمیشہ متشابہات
کا اتباع کرتے ہیں - تاکہ فتنہ و فساد برپا کریں - اور حسب دلخواہ اس کی تاویل گھڑ
کر لوگوں کو دام تزویر میں پھنسا کر دین کو ادنےٰ و اخس قیمت حطام دنیویہ کے
عوض بیچیں - پس آیات متشابہات کو حسب خواہش نفسانی تاویلیں گھڑ کر
دیانت اسلام کو خراب اور اپنی دُنیا کو آباد کرنا دلیل بیدینی و کفر بلکہ شرک ہے

چونکہ آیات محکمات ام الکتاب و مرجع الکتاب ہیں۔ اس لئے ضروری و لازمی ہے کہ متشابہات کو محکمات کیطرف رجوع کیا جائے اگر مطابق ہوں اور مطلب حل ہو جائے (کیونکہ بعض آیات قرآنی بعض کی مفسر ہیں) تو بہتر۔ ورنہ واجب ہے کہ رجوع بقول پیغمبر ہو کہ مبین قرآن و مفسر قرآن اور عالم تاویل و تنزیل و تمثیل کتاب ہے۔ اور خدا کی زبان گویا۔ اور صحیح تاویل آیت قرآنی وہی ہے جو صحیح قول پیغمبری کے موافق و مطابق ہو۔ اپنے دل سے اپنا مدعا ثابت کرنے کے لئے ہزار تاویلیں گھڑ لینا ممکن ہے۔ مگر اس کو دیانت اسلام سے کوئی تعلق نہیں بلکہ "من فسر القرآن برایہ فلیتبوأ مقعدہ من النار" اپنی رائے سے تفسیر کرنا بھی موجب جہنم ہے۔ چہ جائیکہ تاویل +

سوم۔ احادیث میں بھی مثل آیات قرآن۔ محکم و متشابہ و عام و خاص۔ مطلق و مقید و ناسخ و منسوخ ہیں۔ پس جس طرح عام کی تخصیص۔ مطلق کی تقیید اور ناسخ و منسوخ کی تشخیص اور متشابہ کی تاویل کے لئے مبین قرآن و مفسر کتاب پیغمبر خدا کے قول اور نیز دوسری آیات مفسرہ و مفصلہ کے جمع کرنے اور اس کے اصل مراد و مفاہیم و مصادیق معلوم کرنے کی ضرورت ہے۔ اسی طرح بعد صحت حدیث عموم کی تخصیص اطلاق کی تقیید اور متشابہ کی تاویل صحیح معلوم کرنا اور ناسخ و منسوخ کو پہچاننا ضروری ہے تاکہ معانی و مفاہیم اصلیہ حقیقیہ معین ہوں۔ اور اسی واسطے جمع بین الاحادیث ایک اہم مرحلہ ہے۔ اور اس لئے حدیث کے محض الفاظ ظاہریہ پر دارومدار نہیں ہو سکتا۔ تدبر و تامل و تفکر و تعقل ان میں ضروری و لازمی ہے +

چہارم۔ حدیث مشہورہ و معروفہ اہل اسلام میں متفق علیہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ "کثر علی الکذابون الا و من کذب علی

متعمداً فلیتبوء مقعدہ من النار" یعنی مجھ پر جھوٹ بولنے والے بہت ہو گئے ہیں آگاہ ہو کہ جو مجھ پر عمداً جھوٹ بولے اور جھوٹی حدیث بنا کر میری طرف منسوب کرے اُس کی بازگشت جہنم ہے۔ اس سے ثابت ہے۔ کہ آنحضرتؐ کے زمانے ہی میں حضرتؐ پر جھوٹ بولنے والے افترا کرنے والے پیدا ہو گئے تھے۔ اور اُسی وقت سے جھوٹی حدیثیں بننی شروع ہو گئی تھیں اور منافقین لباس اسلام میں تخریب اسلام کے لئے جھوٹے اقوال پیغمبرؐ کی طرف منسوب کر کے مشہور کرتے تھے۔ مگر ان کے بصورت مسلمان ہونے اور بظاہر بڑے مقدس و متدین و متشرع معلوم ہونے کی وجہ سے سیدھے سادے مسلمان مان لیتے تھے اور اس نادانی کی وجہ سے ان کی تکذیب نہ کرتے تھے اور اگر وہ جانتے کہ یہ جھوٹے اور دراصل دشمن اسلام ہیں کبھی ان سے قبول نہ کرتے۔ اور اسی واسطے احادیث جعلیہ موضوعہ کا وجود اہل اسلام میں مجمع علیہ و اتفاقی ہے اور اسی واسطے احادیث صحیحہ و موضوعہ کے پہچاننے کے لئے علماء نے اصول مقرر کر لئے ہیں اور کتب تصنیف کی ہیں۔ مگر پھر بھی ہر ایک حدیث کو جس کی تصحیح علماء نے کی ہے یقینی صحیح نہیں کہا جا سکتا۔ امام محمدؒ ابن اسمٰعیل بخاریؒ فرماتے ہیں کہ میں نے چھ لاکھ حدیثیں دیکھیں جن میں سے یہ چھ ہزار انتخاب کی ہیں گویا آپ کے نزدیک پانچ لاکھ چورانوے ہزار جھوٹی ثابت ہوئیں اور جو صحیح ثابت ہوئی ہیں وہ بھی اصول حدیث و درایت کی رُو سے نہیں بلکہ استخارہ دیکھ دیکھ کر نمازیں پڑھ پڑھ کر اور دُعائیں مانگ مانگ کر امام موصوف نے اُن کو درج کتاب کیا ہے۔ بنا بریں اب بھی یہ نہیں کہا جا سکتا کہ جو احادیث کتب علماء میں درج ہو گئیں وہ سب یقینی طور پر صحیح ہیں۔ اگر ان میں تدبر تفکر۔ تامل اور تعقل جرح و قدح۔ تخریج و تعدیل کی ضرورت نہیں رہی۔ اور اس لئے

دیانت اسلام اور ہمارے مذہب کا یہ مقتضا نہیں ہے کہ ہم کہیں کہ فلاں
کتاب بالکل صحیح ہے اور بعد کلام خدا دوسرے درجہ پر ہے جس طرح کلام الٰہی
میں شک و شبہ کرنا کفر ہے اسیطرح اس کی حدیث میں جرح و قدح کرنا موجب
خروج از اسلام ہے۔ نہیں بلکہ جس طرح اب سے پہلے احادیث میں تنقید تنقیح
اور تجریح و تعدیل کی ضرورت تھی اب بھی ہے۔ اور قول عالم یا کتاب عالم در
اصل کوئی حجت شرعی یا مدرک احکام دینی نہیں ہے بلکہ علماء روات اقوال
پیغمبری اور احادیث و آیات کو بیان کرنیوالے اور سمجھانے والے ہیں۔ اور
اس لئے جو کچھ انہوں نے سمجھا لکھ گئے۔ جو کچھ انہیں ثابت ہوا جمع کر گئے۔
اُن کے حرف حرف کو وحی الٰہی سمجھنا تعلیم اسلام نہیں ہے۔ کیسا ہی عالم
جید کیوں نہ ہو غلطی خطاء سہو و نسیان اس سے ممکن ہے کیونکہ معصوم
نہیں ہے۔ "کم ترک الاولون للآخرین"۔ اگر من حیث المجموع جمیع علماء
فرق اسلامیہ کو جو تہتر چھوڑ تہتر ہزار ہیں دیکھا جائے تو معلوم ہوگا۔ رطب
و یابس سب کچھ لکھ گئے اور جہاں انہوں نے کچھ تعلیم نبویہ کو ظاہر کیا ہے وہاں
دُنیا میں کوئی عقیدہ باطلہ ایسا نہیں چھوڑا ہے جو ان کی کتب میں نہ پایا جاتا
ہو۔ اور سب کو بحیثیت مجموعی آگے رکھ کر غور کرنے سے اسلام بالکل ایک
مسخ شدہ صورت میں نظر آتا ہے اور کفر و اسلام میں کوئی فرق و حد فاصل
نہیں پائی جاتی۔ مگر کیا ان اقوال متضادہ متباینہ کی وجہ سے اصل دیانت
اسلام معاذاللہ جھوٹی و باطل ثابت ہوگی؟ ہرگز نہیں۔ کیونکہ دیانت
اسلامیہ کا دارومدار ان کے اقوال پر نہیں ہے۔ پس اقوال علماء سے درگذر
کرکے ہر ایک حدیث کو جانچنے اور پرکھنے کی ضرورت ہے اور جب اصول
فطرت و مستقلات عقلیہ و کتب و سنت مساوی موافق و مطابق نہ ہوں یقین

قطعی حاصل نہیں ہو سکتا۔ اور جب کوئی امر دیانت اسلام میں اصول فطریہ۔ مستقلات عقلیہ اور آیات قرآنیہ و احادیث نبویہ کے مطابق و موافق ہو تو پھر وہ ہرگز قابل انکار نہیں اگرچہ عام عقول اس کو ادراک نہ کر سکتی ہوں اور خواہ ہم اس کے جزئیات و خصوصیات اور کیفیات پر احاطہ نہ رکھتے ہوں۔ چہ جائیکہ منافقین۔ خارجین۔ مرتدین و منکرین نبی و قول نبی کے تخیلات باطلہ و قیاسات فاسدہ رکیکہ واہیہ اس کو باطل کر سکیں ؛

پنجم۔ خروج مہدی آخر الزمانؑ تمام اہل اسلام میں متفق علیہ ہے۔ کہ جس کے متعلق ہزاروں کی تعداد میں احادیث و روایات علماء اسلام و کتب اسلامیہ میں مندرج ہیں۔ اور جن میں کچھ ہم شعبان کے رسالے میں کتب فریقین سے نقل بھی کر چکے ہیں۔ اور اختلاف صرف بعض جزئیات و خصوصیات میں ہے اور یہ میزانیین و فلسفین و متکلمین سب کے نزدیک مسلم و محقق ہے کہ کسی واقعہ کی جزئیات میں اختلاف اس کی نفی یا عدم کی دلیل نہیں ہو سکتا۔ جبکہ اصل مبرہن و مدلل بدلائل و براہین ہو۔ اس لئے تمام اہل اسلام باستثناء معدودے چند اشخاص کے جو الشاذ کالمعدوم کا حکم اتفاقی رکھتے ہیں خواہ علماء ہوں یا فقہاء یا فلسفین ہوں یا متکلمین عباد ہوں یا زہاد۔ شیوخ ہوں یا صوفیہ کرام وغیرہم سب کے سب امام آخر الزمان و مہدی امت کے خروج کے منتظر ہیں۔ اور چونکہ خصائص امام مہدی و علائم امام آخر الزمان معین و مقرر و معلوم ہیں وہ کبھی بھی کسی جھوٹے مدعی مہدویت کے قائل نہیں ہوتے اور نہ اب ہیں۔ بڑا اختلاف اہل اسلام کے دو بڑے فرقوں میں یہ ہے۔ کہ شیعہ وجود کے قائل ہیں اور غائب جانتے ہیں اور سنی قائل ہیں کہ ابھی پیدا نہیں ہوئے۔ لیکن یہ اختلاف بھی کلی نہیں ہے بلکہ محققین

علماء اسلام جن کے اقوال و تحریرات و کتب محل اعتبار و اعتماد سمجھی جاتی ہیں اور وہ روات احادیث نبوی ہیں ان میں زیادہ تر جمیع جزئیات و خصوصیات میں شیعوں سے اتفاق رکھتے ہیں چنانچہ اکثر کا ذکر ہم شعبان کے رسالے میں کر چکے ہیں کہ وہ سب کے سب قائل ہیں اور ثابت کیا ہے کہ امام علیہ السلام موجود و غائب ہیں۔ اس لئے غیبت و وجود دونوں ہی فرقوں میں مانا جاتا ہے۔ اور اب تو یہ اختلاف بھی تقریباً معدوم و مفقود ہے اور سب خروج کے منتظر ہیں۔ اور گھڑیاں گن رہے ہیں۔ اور زمانہ ظہور کے قرب کو ثابت کر رہے اور لکھ رہے ہیں۔ اس لئے معترضین مخالفین و منکرین نبوت خاتم النبیین کے شبہات کا جواب جس طرح اہل تشیع پر لازم و واجب ہے اسی طرح اہل سنت پر ہے اور مبصرین ایسا کر بھی رہے ہیں۔ اور دونوں ہی کی کتب اس کی ذمہ دار ہیں۔ خاص شیعوں سے کوئی خصوصیت نہیں۔ وجود و غیبت کے متعلق جس قدر اقوال کتب اہل سنت والجماعت میں پائے جاتے ہیں کتب اہل تشیع میں بھی نہ ہونگے۔ اور من حیث المجموع دیانت اسلامی ان ہی میں دائر ہے لہٰذا تمام اہل اسلام و کتب اہل اسلام۔ کتاب اللہ و سنت رسول کے مقابلہ میں چند جہال کے تخیلات کسی اسلامی مسئلہ کو باطل نہیں کر سکتے۔ اور ایسی کوشش خیال محال ہے۔ "الحق یعلو ولا یعلی"۔ ایسی فتنہ پردازی کے گرد و غبار سے مطلع آفتاب و ماہتاب امامت و ولایت کبھی گرد آلود نہیں ہو سکتا۔ ایسا کرنیوالے محارب خدا و رسول ہیں۔ اور عنقریب اس کا خمیازہ اُٹھائینگے۔ پس چونکہ یہ مسئلہ جملہ اہل اسلام سے تعلق رکھتا ہے۔ اور منکر امام مہدیؑ وہی منکرین نبوت خاتم النبیین ہیں اس لئے ہم کو کوئی تعلق نہیں اور انشاءاللہ ہم جو کچھ لکھیں گے وہ اصل دیانت اسلامی کے مطابق ہوگا۔ جس کو سوائے منکر اسلام نہیں بلکہ منکر خدا اور کسی کو انکار

نہ ہوگا - اور جمیع فرق اسلامی اس سے مستفید ہونگے - وما التوفیق الا باللہ ؛

قانون فطرت

یہ بات مانی ہوئی بلکہ بدیہی و ضروری ہے کہ کسی امر کی تحقیق و تصدیق کے واسطے سب سے افضل اور سب سے اوثق دلیل دلیلِ فطری ہے یعنی جو امر مطابق فطرت عالم ہو - اس کے حق ہونے میں شک و شبہ کی گنجائش نہیں حتیٰ کہ ملحد و دہریہ بھی اس کی سچائی سے انکار نہیں کر سکتا - اور جب فطرت عالم جو فعلِ خدا ہے اور قولِ خدا دونوں مطابق ہوں تو پھر تو اُس کی صداقت میں شک و شبہ کو جگہ دینا اول انکار و تکذیب آیات الٰہی اور ایسا کرنیوالا مشرک ہے - کیونکہ فطرت عالم و آثار فطریہ خدا کی کتاب وجودی فعلی ہے - اور خدا بھی تمام عالم کو کتاب سے تعبیر کرتا ہے "لقد لبثتم فی کتاب اللہ الیٰ یوم البعث" (تم روز قیامت تک کتاب الٰہی میں رہے ہو) اور کلام اللہ خدا کی کتاب قولی پس جب کتاب فعلی و قولی یا کتاب تکوین و تدوین دونوں مطابق ہوں تو اس کی صداقت و حقیقت قابلِ شک و ریب نہیں - چنانچہ غیر اسلامی علماء و حکماء بھی اس کے قائل ہیں کہ جب ورک اوف گاڈ (فعل خدا) اور ورڈ آف گاڈ (قول خدا) دونو مطابق ہوں اور ضرور ہوتے ہیں تو ایسے امر کی صداقت لازمی و ضروری ہے - لیکن فعل خدا کی تحقیق اور اسی طرح قول خدا کی تشخیص البتہ مشکل امر ہے خصوصاً فعل خدا و فطرت عالم - اور یہی سب سے اہم و اقدم بھی ہے کیونکہ جب فعل خدا کی تحقیق و تصدیق ہو جائے تو قول کی تصدیق آپ ہی ہو جائیگی - اس لئے کہ جو کلام مطابق فعل خدا و فطرت عالم ہوگا وہ ہی کلام خدا سمجھا جائیگا - اور جو مخالف ہوگا وہ رد کیا جائیگا - اور اسی طرح سے سچی کتب آسمانی اور مصنوعی کتب بھی جو خدا کیطرف

منسوب کی جاتی ہیں اور اُن کو کلام خدا کہا جاتا ہے آسانی سے تمیز ہو سکتی ہے۔
جس کتاب کی تعلیم خلاف فطرت و مقتضیات فطرت ہو کبھی خدا کا کلام
نہیں ہو سکتی۔ کلام خدا وہی ہے جس کا لفظ لفظ مطابق تعلیم فطری و کتاب
وجودی و مصحف تکوینی ہو۔ پس اول ضروری ہے کہ فطرت کے معنے معین ہوں
اور اس کے آثار پر اطلاع۔ ورنہ مطابقت ناممکن ہو گی۔ اور فطرت کے
نہ جاننے اور اس کے آثار پر احاطہ نہ رکھنے ہی کی وجہ سے غلط فہمیاں پیدا ہوئی
ہیں۔ عوام و جہال اور اندھے مقلد جنہوں نے جوہر عقل کو معطل و بیکار رکھ کر
فاسد و ناقص کر دیا ہے وہ تو ہر ایک امر کو جو کچھ عالم میں واقع ہو رہا ہے فعل
خدا ہی کہتے ہیں۔ اچھا بھی خدا کرتا ہے۔ برا بھی خدا کرتا ہے۔ زید کی چوری بھی
فعل خدا ہے اور عمر کا زنا بھی فعل خدا ہے۔ اور بکر کا احسان بھی۔ اور جب یہ ہے
تو پھر حق و باطل و سچ و جھوٹ ظلم و عدل نیکی و بدی میں کوئی تمیز ہی نہیں
ہو سکتی کیونکہ ہر ایک شے اور ہر ایک قول و فعل فعل خدا ہے جو کچھ کرتا ہے خدا
ہی کرتا ہے۔ اور مسلم ہے کہ جو شے فعل خدا اور مطابق فعل ہو وہ صدق و حق ہے
کیونکہ وہ خیر محض ہے۔ "والخیر لا یصدر عنہ الا الخیر" خیر سے خیر ہی صادر
ہوتا ہے۔ شر کا صدور ناممکن ہے۔ پس معلوم ہوا کہ سارے امور سارے
افعال سارے اقوال خیر ہیں۔ کیونکہ فعل خدا ہیں ؏

پس صدق و کذب۔ و حق و باطل۔ حسن و قبیح دو چیزیں نہ رہیں سب
ایک ہی ہو گئیں۔ اور یہ علاوہ تناقض صریح کے خود مخالف فطرت عالم ہے
کہ فطرت انسانی بتا رہی ہے کہ اچھائی و برائی جھوٹ و سچائی و نیکی و بدی
دو چیزیں ہیں۔ اور کانشنس ضرور اشیاء عالم میں تمیز کرتا ہے اور سب کو ایک
حکم میں داخل نہیں کرتا۔ یہی وجہ ہے کہ بعض امور میں جمیع بنی نوع انسان متفق

ہیں مثلاً یہی کہ سچ اچھا ہے۔ جھوٹ برا ہے۔ عدل حسن ہے ظلم قبیح ہے وغیرہ وغیرہ
اور انہی کو مستقلات عقلیہ کہتے ہیں جس میں کسی عاقل کو اختلاف ہی نہیں ہے
خواہ وہ کوئی مذہب رکھتا ہو۔ یا نہ رکھتا ہو خدا کا قائل ہو یا نہو۔ مگر اس میں ضرور
اتفاق رکھتا ہے۔ لہذا یہ قول کہ جو کچھ ہوتا ہے خدا ہی کرتا ہے اور جو کچھ عالم
میں واقع ہو رہا ہے سب فعل خدا ہے۔ شرک بھی خدا کرتا ہے کفر بھی خدا کرتا ہے
ایمان بھی خدا کا فعل ہے "وغیر ذلک" ایک بیٹا اپنے باپ کا وارث ہو کر مالک
تخت و تاج شاہی ہوا۔ وہ بھی فعل خدا۔ ایک شخص نے وارث تخت و تاج کو
قتل اور اس کے گھر بار کو تاخت و تاراج کر کے اس کا تخت سلطنت حاصل کیا
یہ بھی فعل خدا ہے۔ غرض یہ اصل کہ جو کچھ کرتا ہے خدا ہی کرتا ہے اور جو ہوتا
ہے فعل خدا ہے۔ ایسی لغو و مہمل اصول نظام عالم کو درہم برہم کرنیوالی ہی بر گشتہ
و فساد ہے جس کے مفاسد کا احصا قطعاً ناممکن ہے۔ تمام احکام شرائع اور جملہ
اصول تمدن و معاشرت اس سے باطل و بیکار ثابت ہوتے ہیں۔ اور قوانین
حدود و سزا و جزا لغو و مہمل قرار پاتے ہیں۔ اور یہ ایسی اصل ہے کہ کوئی عاقل اس
کو قبول نہیں کر سکتا۔ ہاں وہ جاہل جنہوں نے عقل کو جہالت کی نذر کر دیا ہے
وہ ایسی لغویات کے قائل ہو سکتے ہیں۔ جیسا کہ زمانہ ضلالت و جہالت قبل ظہور
نور ہدایت محمدیؐ اکثر مشرکین عرب کا بھی عقیدہ تھا اور اسی کی طرف خداوند
عالم اہل اسلام کو خطاب کر کے ایک جنگ کے موقع پر یہ فرماتا ہے۔ "یظنون باللہ
غیر الحق ظن الجاھلیۃ یقولون ھل لنا من الامر من شئ۔ قل ان الامر
کلہ للہ۔ یخفون فی انفسھم ما لا یبدون لک یقولون لو کان لنا من الامر شئ
ما قتلنا ھھنا الخ (آل عمران) یعنے بعض نام کے مسلمان بھی ایسے ہیں جو خدا کے
ساتھ زمانہ جاہلیت کی سی ناحق بدگمانی رکھتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ کیا ہم کو

بھی کسی اپنے معاملے میں کچھ اختیار رہے ؟ کہدو کہ امر تو سب کے ہی لئے ہے۔ مگر تمہارے فعل تمہارے ارادے و اختیار سے صادر ہوتے ہیں اور فعل الٰہی سے تمہیں کوئی تعلق نہیں۔) وہ چھپاتے ہیں دلوں میں جو اے پیغمبرؐ تجھ سے ظاہر نہیں کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اگر ہمیں کچھ اختیار ہوتا تو ہم یہاں قتل نہ ہو جاتے۔ (بلکہ اپنے کو بچا لیتے) کہدو اے پیغمبرؐ کہ اگر تم گھروں میں بھی بیٹھے ہوتے۔ جن کو قتل ہونا تھا وہ اپنی قتل گاہوں میں پہنچ جاتے۔ موت وحیات خدا کے حکم میں ہے۔ خواہ تم جہاد میں ثابت قدم رہو خواہ بھاگو موت سے گریز نہیں جب آئیگی لے جائیگی۔ تمہارے امر اختیاری سے باہر ہے۔ اور اس کے لئے بھاگنا مفید نہیں ہو سکتا ؛

غرض زمانہ جاہلیت میں لوگ خدا کی نسبت ایسی بدگمانیاں رکھتے تھے اور کہتے تھے کہ جو کچھ کرتا ہے خدا ہی کرتا ہے۔ لیکن فطرت عالم اس کے بالکل مخالف ہے۔ اور اس لئے یہ قطعاً باطل وغلط محض ہے ؛

فَطَر کے معنے لغت میں شگافتہ کرنے کے ہیں۔ اور فاطر ذات خداوند عالم ہے جس نے اشیاء کو عدم سے خلقت وجود عطا کیا گویا عدم کو شق کر کے نکالا۔ "وجہت وجھی للذی فطر السمٰوٰت والارض۔ وفطرۃ اللہ التی فطر الناس علیہا" پس فطرت خلقت اولیٰ و سرشت اشیاء و مخلوقات ہے۔ اور جو آثار من حیث الفطرت والخلقت ان سے صادر ہوتے ہیں اور جو خواص و خصوصیات و کیفیات واقتضائات ان میں بالفطرۃ پائے جاتے ہیں آثار فطرت کہلاتے ہیں جیسے کہ مثلاً ادویہ کی خاصیت۔ کیفیت اور ان کے اثرات وغیرہا۔ اور یہ فطریات جو اصل خلقت اولیٰ سے تعلق رکھتی ہیں۔ اور کسی دوسرے کے اختیار و ارادے کو ان میں مدخلیت نہیں۔ افعال خدائی کہلاتے ہیں۔

یعنے خلق اولیٰ و آثار خلقی جو مقام تکوین ہے فعلِ خدا ہے - کیونکہ ھل من خالق غیر اللہ - غیر خدا کوئی خالق نہیں ہے - اور مقام تکوین سے علاوہ مرتبہ تکلیف میں دوسرے کے اختیار و ارادے کو فی الجملہ مدخلیت ہے وہ آثار فطریہ و خلقیہ نہیں ہیں -- جیسا کہ انسانوں کے افعال تکلفیہ مثلاً صوم و صلوٰۃ - نیکی بدی وغیرہ وغیرہ - مگر تمام فطریات پر احاطہ سوائے خالق اور اس کے جس کے سامنے خلق ہوئی ہیں مشکل بلکہ محال ہے - مگر بعض فطریات ضرور ایسی ہیں جن کو انسان جانتے اور ان پر اطلاع رکھتے ہیں - اور اسی واسطے ان میں اختلاف بھی نہیں ہے

جب فطرت اور فطریات کے معنی معلوم ہو گئے تو جان لینا چاہیئے کہ جو بات فطرت عالم کے مطابق ہو اور فطرت و خلقت مخلوق اُس کو مقتضی ہو وہ ضرور حق ہے ÷

پہلی دلیل - مثلاً اوپر ذکر کر چکے ہیں کہ ہر قوم ہر ملت ہر مذہب بلکہ ہر ایک انسان سلیم الطبع صحیح العقل سچ کو اچھا جانتا ہے - اور جھوٹ کو بُرا سمجھتا ہے - کوئی شخص یہ نہیں کہتا کہ سچ بُری چیز ہے - اور جھوٹ اچھی شے - اگرچہ بسبب خواہشات نفسانیہ یا وساوس شیطانیہ یا مراسم تقلیدیہ یا اثر تعلیم و تربیت و حمیت مربی و معلم و مصاحب سے وہ جھوٹ کا مرتکب ہی کیوں نہ ہوتا ہو - مگر جھوٹ کو اچھا کبھی نہ کہیگا - اس کا کانشنس جھوٹ کی خوبی پر کبھی گواہی نہ دیگا - اور سچائی کو کبھی بُرا نہ کہیگا - اسی واسطے ہر ایک انسان سچائی کو پسند کرتا ہے - سچائی کو تلاش کرتا ہے - اور سچے کو چاہتا ہے - اور اپنے مذہب و ملت اور اپنے کو اور اپنے پیشواؤں اور مقتداؤں کو سچا جانتا ہے - پس سچائی سچ کی تلاش - سچ کی متابعت انسانی سرشت میں داخل ہے - اور فطرت انسانی اُسی کو مقتضی ہے - اور گویا فطرت انسانی انسان کا ہر ایک عضو - نہیں انسان

کا ہر ذرہ ہر رونگٹا بزبان حال سے کہہ رہا ہے۔ "کونو مع الصادقین" سچوں کے ساتھ ہو جاؤ۔ اور سچائی کو نہ چھوڑو۔ پس کون شخص ہے جو خلاف فطرت انسانی سچ کو بُرا کہے اور سچ کو سچ جانکر اُس کی مخالفت کرے۔ اور اس طرح فطرت انسانی بمقتضائے ذاتی عالم میں ہمیشہ ایک صادق (سچے) کے وجود کو مقتضی ہے۔ ہر زمانے میں صادق موجود ہونا چاہیئے۔ جس کی طرف فطرت انسانی مائل اور اس کی مقتضی ہے۔ یہ فعل خدا۔ فطرت عالم اور خدا کی کتاب وجودی اور مصحف تکوینی ہے۔ اب ہم دیکھیں کہ خدا کا صحیفہ قولی اور کتاب تشریعی کیا حکم دیتے ہیں۔ آیا اسی فطرت کے موافق ان کا حکم ہے یا مخالف؟ فقال سبحانہ و تعالیٰ۔ یا ایّھا الذین اٰمنوا اتقوا اللہ وکونوا مع الصادقین (توبہ ع ۱۵) اے ایمان والو! خدا سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ ہو جاؤ۔ لہذا ثابت ہوا کہ کتاب تکوین و کتاب تدوین۔ **فعل خدا و قول خدا دونوں متفق و یکزبان ہیں۔ دونوں پکار رہے ہیں کہ سچوں کے ساتھ** ہو جاؤ۔ اور ورک آف گاڈ اور ورڈ آف گاڈ دونوں مطابق ہیں۔ لہذا اس اصل کی صداقت و حقیقت میں کسی انسان عاقل کو شک و شبہ نہیں ہو سکتا۔ اور چونکہ خدا زبان فعلی و زبان قولی سے تمام اہل ایمان کو حکم دیتا ہے کہ سچوں کی معیت میں رہو تو ضرور ہے کہ سچے موجود بھی ہوں۔ ورنہ تکلیف مالا یطاق بلکہ حکم لغو اور غیر قابل عمل ہوگا۔ پس بحکم کتاب تکوین و فطرت عالم و کتاب تدوین و کلام خداوند عالم وجود صادقین ہر زمانے میں ضروری ہے۔ اور وہ صادقین ایک گروہ خاص علاوہ دیگر مومنین ہے۔ جن کی متابعت کا تمام مومنین کو حکم ہے۔ اس لئے جو شخص اس سے انکار کرے اور کہے کہ نہیں۔ زمانہ وجود صادق سے خالی رہتا ہے تو کاذب مفتری علی اللہ مکذب آیات الٰہی ہے

ومن اظلم ممن افتری علے اللہ کذ با" سارے سچے مومنین اس جماعت صادقین مطلق میں داخل نہیں ہیں کیونکہ امور اور مامور بہ۔ مطیع و مطاع۔ تابع و متبوع۔ حاکم و محکوم۔ امام ماموم و مقتدی و مقتدیٰ میں مغایرت ضروری ہے۔ وہ ہی تابع وہ ہی متبوع وہ ہی مطیع وہ ہی مطاع اور وہ ہی آمر اور وہ ہی مامور نہیں ہو سکتے۔ ہاں آیہ مجیدہ "ومن المومنین رجال صدقوا ماعاھدوا اللہ علیہ فمنہم من قضیٰ نحبہ ومنہم من ینتظروما بدلوا تبدیلا ۃ" (سورہ احزاب) یعنی مومنین میں سے کچھ لوگ ایسے ہیں جنہوں نے اس عہد کو سچا کر دکھایا جو انہوں نے خدا سے کیا تھا ان میں سے بعض اپنے مدعا زندگی کو پورا اور تکلیف کو طے کر گئے اور بعض ابھی منتظر حکم خدا ہیں جب حکم خدا ہو گا اپنی تکلیف کو پورا کرینگے۔ اور تمام روئے زمین عدل و صدق سے پُر کر دینگے و ظلم و کذب کا نام صفحہ ہستی پر باقی نہ چھوڑینگے۔ "یملاء الارض قسطا وعدلا" اور انہوں نے کسی امر کو ذرا بھی تبدیل نہیں کیا ہے۔ جو کچھ عہد کیا گیا پورا پورا ادا کر دیا کسی امر الٰہی میں مخالفت نہیں کی جو تبدیلی واقع ہو +

اس آیت سے علاوہ اس کے کہ ایک صادق منتظر حکم الٰہی کا زمانہ میں موجود ہونا ثابت ہے۔ یہ بھی ثابت ہے کہ وہ اہل صادقین جن کی متابعت اور معیت کا اہل اسلام کو حکم ہے انہی اہل اسلام اور اُمت محمدی ہی میں سے ہیں نہ ان کے غیر یہود و نصاریٰ یا خاص بنی اسرائیل میں۔ غیر کی معیت و متابعت اہل اسلام پر کسی حال میں واجب لازم نہیں۔ بلکہ درست و جائز نہیں ۔۔۔ بقیدہ غرض یہ صادقین اہل اسلام و اہل ایمان ہی سے ہیں۔ لیکن وہ کچھ ایسی صفات خاصہ سے مختص ہیں جو عام مسلمانوں میں نہیں پائی جاتیں۔

اور وہ صفات عہد صدقوا ما عاہدوا میں کہ انہوں نے جو عہد خدا سے کیا تھا اس کو بالکل پورا کر دکھایا اور قصداً اس سے مخالفت اور اس میں کمی اور تغیر و تبدیل نہیں کی نہ ظاہراً نہ باطناً نہ صورۃً نہ معنیً۔ اور عہد الٰہی یہ ہے "الم اعہد الیکم یا بنی آدم ان لا تعبدوا الشیطان انہ لکم عدو مبین" اے بنی آدم کیا میں نے تم سے یہ عہد نہیں لے لیا ہے کہ تم شیطان کی عبادت اور اس کی متابعت نہ کرو۔ مگر بنی آدم اس پر قائم نہ رہے اور باستثناء بعض سب نے شیطان کی متابعت کر لی چنانچہ خبر دیتا ہے "ولقد صدق علیہم ابلیس ظنہ فاتبعوہ الا فریقا من المؤمنین" (سباع ۲) البتہ شیطان نے ان کے باب میں اپنا گمان سچ کر دکھایا۔ بس سب نے اس کی متابعت کر لی سوائے مومنین کی ایک جماعت کے۔ شیطان نے وقت صحبت کہا تھا "ولا غوینہم اجمعین الا عبادک منہم المخلصین" میں سوائے تیرے مخلص بندوں کے باقی تمام بنی آدم کو بہکا دونگا۔ چنانچہ جو اس نے کہا تھا وہ سچ ہوا۔ سوائے ایک مختصر جماعت کے باقی سب نے اس کی متابعت کر لی۔ پس یہی مختصر جماعت وہ صادقین ہیں جو اپنے عہد پر ہر طرح سے قائم و ثابت رہے ہیں۔ اور کسی امر میں شیطان کی متابعت نہیں کی۔ نہ ظاہراً نہ باطناً نہ صورۃً نہ معنیً۔ نہ اول عمر میں نہ آخر عمر میں۔ نہ کسی چھوٹے امر میں نہ بڑے میں۔ کیونکہ اگر کسی ادنے سے امر میں بھی شیطان کی متابعت کر لیتے تو عہد مطلق الٰہی سے خارج ہو جاتے۔ اور صادقین بطلق نہ کہلاتے اور "وما بدلوا تبدیلا" ان کی صفت میں نہ آتا۔ اس لئے کہ حضرت آدمؑ نے اگرچہ گناہ کوئی نہیں کیا اور واقعی ان سے خطا سرزد نہیں ہوئی مگر چونکہ انہوں نے شیطان کی قسم پر اعتبار کر لیا اور خود خدا سے درخت کی بابت نہ پوچھا۔ عہد مطلق الٰہی سے خارج ہو گئے اور اس پر قائم نہ رہے۔ جیسا کہ خدا خبر دیتا ہے "ولقد عہدنا الی آدم من قبل فنسی"

ولم نجد له عزماً۔" اور پہلے تم سے آدمؑ سے عہد لیا تھا۔ اس نے ترک اولیٰ کیا اور ہم نے اس کے لئے عزم بالجزم نہ پایا۔ لہذا محض بصورت ظاہری قول شیطان پر عمل کرنے سے انسان عہد الٰہی سے خارج ہو جاتا ہے۔ اس لئے عہد مطلق پر وہی ہیں جنہوں نے ادنےٰ سے ادنےٰ امر میں بھی متابعت شیطان نہیں کی ہے۔ اور یہی معنے ہیں عصمت مطلقہ کے ہیں پس صادقین معصومینؑ ہیں۔ اس واسطے کہ صدق سے مراد بھی یہاں صدق مطلق کلی ہی ہے کیونکہ اگر مطلق صدق یا صدق جزائی مراد ہو تو کوئی مسلمان بھی اس سے خالی نہیں پایا جائیگا۔ اس لئے کہ اگر کوئی مسلمان ایسا بھی فرض کیا جائے جس نے تمام عمر میں کوئی عمل نیک نہ کیا اور دین میں سچا نہ ہو لیکن قول لا الٰہ الا اللہ ومحمد رسول اللہ میں وہ ضرور سچا ہے۔ کیونکہ اگر یہ بھی نہ ہو تو وہ مسلمان ہی نہیں ہے۔ اور یہاں مسلمان فرض کیا گیا ہے۔ اور اسی لحاظ سے تمام اہل اسلام خواہ کیسے ہی فاسق و فاجر کیوں نہ ہوں صادقین میں داخل ہو جائینگے۔ حالانکہ آیت صاف دلالت کرتی ہے۔ کہ وہ صادقین تمام مسلمان اور اہل ایمان نہیں ہیں۔ کیونکہ تمام مسلمانوں کو ان کی متابعت کا حکم ہے۔ اور تابع غیر متبوع ہوتا ہے۔ اگر ایسا ہو تو تابع و متبوع دونوں ایک ہو جائینگے۔ پس ضرور صدق سے مراد صدق مطلق ہے یعنی صدق فی القول صدق فی النیۃ۔ صدق فی العزم۔ صدق فی الوفاء۔ صدق فی العمل۔ اور صدق فی مقامات الدین ونوامیس الشریعۃ۔ ہر ایک قسم کا صدق ان میں پایا جاتا ہو۔ اگر امور مذکورہ میں سے کسی ایک امر میں بھی صادق نہ ہو گا۔ تو صادق مطلق نہ کہلائیگا۔ پس صدق مطلق و عصمت مطلقہ متقارب مفہوم اور متحد المصدق ہیں۔ معصوم مطلق ہی صادق مطلق کہلا سکتا ہے۔ اور صادق کا خطاب پا سکتا ہے ؎

بہرکیف وجود صادق پر فعل خدا و قول خدا فطرت عالم و کلام خداوند عالم دونوں شاہد ہیں۔ اور نفس سرشت انسانی مقتضی ہے کہ ہر زمانے میں ایک صادق معصوم موجود ہو اور چونکہ عصمت مختص ہے نبی اور امام سے لہٰذا ثابت ہوا ہے کہ صادق مطلق یا نبی ہے یا امام مگر اس وقت چونکہ نبوت ختم ہے لہٰذا بکمال وضاحت ثابت ہوا کہ وجود امام صادق مطلق و معصوم برحق ہر زمانے میں ضروری ہے اور صادق موجود وہ منتظر حکم خدا ہے جس وقت حکم ہوا۔ صدق کلی کو ظاہر فرمائیگا۔ "ویملاء الارض قسطاً وعدلاً بعد ما ملئت ظلماً وجوراً" اور ایک علامت صداقت یہ ہے کہ صادق کے علم سے روئے زمین پر از صدق وحق وعدل وداد ہوگی۔ وکذب وباطل کا نام باقی نہ رہیگا۔ جب تک یہ بات ظاہر نہ ہو مدعی جھوٹا وکاذب ہے نہ صادق۔ اور یہ حکم فطری وخلقی مطابق قول وفعل خدا ہے اور اس کا منکر مکذب الٰہی کافر ومشرک ہے۔ وھو المطلوب +

صادق کا ہر ایک قول صادق ہوتا ہے اور سچے ہر ایک امر حق میں ایک ہی قول رکھتے ہیں ان کے قول میں اختلاف ہرگز نہیں۔ دیکھو صادق برحق "واصدق الصادقین" یعنی خدا کا یہ قول ہے کہ سچوں کے ساتھ ہو جاؤ۔ اور ایک نہ ایک سچا ہمیشہ موجود رہتا ہے۔ اور صادق ابن جناب خاتم النبیین کے فرزند ارجمند منبع صدق وصفا ومعدن تسلیم رضا امام ضامن ثامن حضرت رضا علیہ السلام فرماتے ہیں "ان الارض لا تخلو عن صادق من اللہ" زمین ایک ایسے صادق کے وجود سے کبھی خالی نہیں رہتی۔ جو من جانب اللہ صادق ہو یعنی صادق منصوص من اللہ ہمیشہ زمین میں موجود رہتا ہے کلام صداقت التیام حرف بحرف قول خدا وفعل خدا فطرت عالم کے مطابق

ہے اور یہی آیت دلیل صداقت کے لئے کافی ووافی ہے اور یہی علامت صادقین اہ
صادق کی شناخت کے متعلق کلام حمید مجید میں بہت سی
آیات وارد ہوئی ہیں - مگر ہم سہل الفہم اور مصروف نظر صرف دو آیتیں پیش کرتے ہیں -
اور وہ ہی شناخت صادق کے لئے کافی ہیں :- اوّل خداوند عالم متقین خا
کی شان میں فرماتا ہے " والذی جاء بالصدق وصدق بہ اولئک
ھم المتقون " اور جو صدق لیکر آیا اور جس نے صدق کی تصدیق کی بس
وہ ہی متقی ہیں - (زمر ع ۴) - سچے متقی دو ہی ہیں ایک وہ جو سچ لیکر آیا اور
دوسرا وہ جس نے اُس سچ اور سچے کی تصدیق کی - اور مسلّم ہے کہ سچ کو
لانے والے جناب محمد مصطفےٰ صادق آمین ہیں - جو شریعت صادقہ مصدقہ
وحقہ محققہ لیکر مبعوث برسالت ہوئے اور ان کے بعد متقی خاص وہ ہیں جنہوں
نے حضرت کی تصدیق کی مثلاً جس وقت جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے دعوت اسلام شروع کی اور بحکم آیہ شریفہ " وانذر عشیرتک الاقربین "
سب سے پہلے قریش کو جمع کیا اور اُن کی دعوت کی اور بعد اندان آپ نے ارشاد
فرمایا کہ میں خدا کی طرف سے رسول ہو کر آیا ہوں کہ تم کو نیکی کی راہ بتاؤں
اور خداوند وحدہ لاشریک کی طرف دعوت دوں کہ تم نجات پاؤ - اور جو شخص
اس کام میں میری مدد کریگا اور میرا ساتھ دیگا - وہ ہی میرے بعد میرا بھائی
میرا وزیر اور میرا خلیفہ اور میرا وصی ہوگا - تمام مورخین لکھتے ہیں کہ تمام مجمع
قریش میں کوئی نہ تھا جو اس دعوت رسول پر لبیک کہتا سوائے ایک سب
سے کم سن لڑکے کے جس نے کھڑا ہو کر کہا - یا رسول خدا میں آپ کا ناصر و
مددگار ہونگا - اوّل حضرت کی رسالت کی تصدیق کی اور ایمان لائے اور نصرت
و یاری کا وعدہ کیا - حضرت نے فرمایا اے علیؑ بیٹھ جاؤ - اور تین دفعہ حضرت

نے ایسا ہی کہا اور تینوں دفعہ علیؑ نے یہ ہی جواب دیا۔ تب آپ نے فرمایا تو ہی میرے بعد میرا بھائی۔ میرا وزیر میرا خلیفہ و میرا وصی ہے سچے کی تصدیق اور سچ کی حمایت سچائی کی علامت اول دلائل صداقت سے ہے۔ علیؑ نے ایسا ہی کر دکھایا۔ کہیں رسولؐ کا ساتھ نہ چھوڑا۔ ہر جگہ مصدق رسولؐ و صداقت کے حامی رسول صادق آمین کے سینہ سپر رہے +

دوم "قل یایها الذین هادوا ان زعمتم انکم اولیاء لله من دون الناس فتمنوا الموت ان کنتم صٰدقین" (جمعہ) کہدو اے پیغمبرؐ کہ اے یہودیو اگر تم یہ گمان کرتے ہو کہ صرف تم ہی اولیاء اللہ ہو اور کوئی نہیں۔ تو مرنے کی خواہش کرو اگر تم سچے ہو۔ پس طلب موت سچائی کی دلیل ہے۔ اور یہی اہم مرحلۂ صداقت ہے۔ جو اس میں کامیاب ہو جائے وہی سچا ہے۔ اور اسی کی متابعت و معیت دوسروں پر واجب ہے۔ اور واقعی جو سچے ہیں وہ ایسے ہی ہوتے ہیں۔ طالب موت رہتے ہیں۔ اور موت سے کبھی نہیں ڈرتے۔ مثلاً قصہ شب ہجرت اہل اسلام میں مشہور و معروف ہے اور قرآن میں معنون کہ جب حضرت غار ثور میں۔ بحکم خدا تشریف لیگئے تو حضرت علیؑ کو دشمنوں کے نرغے میں اپنے بستر پر سُلا گئے اور حضرت علیؑ تمام شب چادر رسولؐ اوڑھے بے خوف و خطر باوجود خطرۂ جان بستر رسولؐ پر سوتے رہے۔ اور خداوند عالم نے اس جان نثاری کے صلہ میں یہ آیت جناب امیرؑ کی شان میں نازل فرمائی۔ "ومن الناس من یشری نفسه ابتغاء مرضات الله۔ اور بعض لوگ وہ بھی ہیں جو محض خوشنودی خدا کے لئے اپنی جان راہ خدا میں بیچ ڈالتے ہیں۔ یہی وجہ تھی کہ حضرت شدید سے شدید مقام خوف میں بھی مرنے سے نہیں ڈرے کسی لڑائی سے نہیں بھاگے۔ حتیٰ کہ جنگ اُحد جہاں تمام مسلمان بھاگ گئے تھے اور حضرت رسولؐ کے دندان مبارک شکستہ ہو گئے تھے

اور زخمی پڑے ہوئے تھے حضرت علیؑ برابر سینہ سپر رہے۔ اور جب آپ نے
فرمایا کہ اے علیؑ تم نے اپنے بھائیوں کا ساتھ نہ دیا تو فرمایا "لا کفر بعد ایمان
یعنی اکفر بعد الایمان"۔ ایمان لانے کے بعد میں کافر نہیں ہو سکتا۔ سچے ہمیشہ
طالب موت رہتے ہیں اور کسی حال میں موت سے خوف نہیں کرتے۔ اور یہی
علامت صداقت ہے۔ یہی علامتیں ان سچوں کی شناخت کے لئے کافی ہیں
جن کی متابعت کا حکم دیا گیا ہے ؛

حضرت ابراہیمؑ خلیل اللہ اور سچے کی طلب ؛

چونکہ فطرت عالم وجود صادق کو ہمیشہ مقتضی ہے۔ جناب خلیلؑ نے بھی اپنی ذریت کے
لئے آخر زمان میں ایک سچے بلکہ لسان صدق کی خواہش کی اور بارگاہ بے نیاز
میں عرض کی۔ "واجعل لی لسان صدق فی الآخرین"۔ امم آخریں
میرے لئے ایک لسان صدق (سچائی کی زبان) قرار دے۔ یعنی میری ذریت
میں سے ایسا شخص پیدا کر جو سراسر صداقت لسان صدق (سچائی کی زبان)
ہو۔ خداوند عالم نے یہ دعا قبول فرمائی اور ارشاد ہوا۔ "وجعلنا لھم لسان
صدق علیا"۔ اور ہم نے ان امم آخرین یعنی امت محمدیؐ کے لئے علی کو لسان
صدق بنایا۔ بعض حضرات نے لفظ علیؑ کو اسم صفت قرار دیکر اس کا ترجمہ
بلند کر دیا ہے۔ جس سے آیت کے معنے بالکل مہمل ہو گئے کہ ہم نے آپ کے
لئے ایک لمبی یا اونچی زبان صدق قرار دی۔ درانحالیکہ زبان دراز معیوب ہے
نہ ممدوح۔ علاوہ ازیں زبان کے لئے کسی صاحب زبان کی بھی ضرورت ہے۔
زبان تنہا بلا وجود شخص غیر معقول و متصور ہے۔ لہذا لسان صدق سے متصف
کوئی وجود چاہیئے۔ اور وہ وجود علی ابن ابیطالب ہے بہرکیف یہ تو جملہ معترضہ
تھا۔ وجود امام منتظر صادق معصوم بمقتضائے فطرت عالم و بضرورت

مطابقت فعلِ خدا و قول خدا ہر زمانے میں ضروری ہے - اور
امام منتظر کے منکر منکر آیات الٰہی ہیں - وھو المطلوب ÷

دوسری دلیل - فطرت انسان میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے
بلکہ مشاہد و محسوس ہے - اور ہر ایک شخص جانتا ہے کہ انسان از روز ولادت
نہیں بلکہ از روز انعقاد نطفہ ایک محافظ و مربی کا محتاج ہے بلا وجود مربی بقاء
انسان محال ہے - ایک دن بھی انسان بلا وجود مربی زندگی بسر نہیں کر سکتا -
بچۂ انسان کے لئے اگر روزِ ولادت و جنین ولادت مربی و محافظ موجود نہ ہو
تو بچہ کبھی زندہ نہیں رہ سکتا - بلکہ جس قدر انسان بڑا ہوتا جاتا ہے اُسی قدر
اس کی احتیاج زیادہ ہوتی جاتی ہے - اور یہ ایسا امر ہے کہ جس کی تفصیل کی
ضرورت نہیں - فطرت انسانی ہر روز مشاہدے میں ہے - اور ہر کس و ناکس جانتا
ہے - گویا فطرت انسانی کہہ رہی ہے - کہ میرے وجود میں آنے سے پہلے مربی
موجود ہو - وجود مربی میرے وجود پر مقدم ہے ÷

اور جس طرح فرد بحیثیت فرد محتاج مربی ہے اسی طرح نوع بحیثیت نوع
محتاج مربی ہے - فطرۃً قبل وجود خارجی نوع انسان وجود مربی کو مقتضی ہے
بلکہ نہ صرف انسان بلکہ حیوان بلکہ نبات بھی محتاج مربی ہے - اور ہم دیکھتے
ہیں کہ حیوانات و نباتات بھی اعلےٰ درجے کے کمال نوعی و شخصی پر بلا تربیت
مربی نہیں پہنچ سکتے - جو تربیت یافتہ گھوڑا کمالات فرسی رکھتا ہے
غیر تربیت یافتہ ہرگز نہیں رکھتا - ایک درخت مربی کی تربیت و حفاظت
سے طرح طرح کے پھول دے سکتا ہے اور اعلےٰ درجے کے پھل اتار سکتا
ہے بخلاف غیر تربیت یافتہ - اور یہ تمام امور ہر روز انسانی مشاہدے میں آتے
ہیں - قابل شک و شبہ و انکار نہیں ہیں ÷

پس انسان فطرۃً من حیث الافراد والاجتماع مربی کو چاہتا ہے اور وجود مربی مقدم ہے۔ اور یہ گویا فعل خدا ہے کہ وہ فاطر السمٰوٰت والارض ہے اب ہم دیکھیں کہ عالم میں ایسا ہے بھی یا نہیں؟ کیوں نہیں انسانی بچے کے وجود میں آنے سے پہلے والدین مربی موجود ہوتے ہیں اور کوئی بچہ مربی سے خالی نہیں ہوتا۔ اگر والدین فوت ہو جائیں دوسرے عزیز و غیر عزیز مربی بن جاتے ہیں۔ غرض اگر خدا کو اس بچے کو زندہ و موجود رکھنا ہے تو مربی بھی ضرور دیگا۔ ہاں اگر اس کو زندہ رکھنا ہی منظور نہیں ہے تو مربی بھی نہ ہوگا۔ اور بوجہ عدم تربیت وہ مر جائیگا۔ وجود انسانی ضرور مربی کو مقتضی ہے۔ اور انسان ضرور مربی رکھتا ہے۔ یہ تو من حیث الافراد ہے۔ من حیث الاجتماع بھی مربی کا وجود ضروری ہے۔ پس آیا نوع انسانی کے لئے عالم فطرت میں مربی موجود کیا گیا یا نہیں؟ اور وہ کون ہے؟ مسلّم ہے کہ اوّل مربی و حقیقی مربی۔ اور مربی جمیع عوالم۔ سوا دو ارواح و نفوس و عقول و حیوان و نبات و جماد خداوند ربّ العالمین ہے۔ اور بعد اس ربّ العالمین مربی انسان وہ ہی ہو سکتا ہے جو قائم مقام و خلیفہ و جانشین رب العالمین ہو۔ تو کیا عالم میں کوئی خدا کا خلیفہ و جانشین ہے؟ یا نہیں ہے؟ اگر نہیں ہے تو خلاف فطرت عالم و فعل خدا ہے۔ اور یہ محال ہے۔ پس ضرور ربّ العالمین کا جانشین اس کی زمین میں موجود ہونا چاہیئے۔ اور ضرور ایسا ہی ہے۔ خدا نے نوع انسانی کی خلقت سے پہلے اپنا جانشین مقرر کر دیا۔ اور فرمایا۔ اِنّی جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً۔ میں زمین میں اپنا جانشین بنانیوالا ہوں۔ قبل خلقت نوع بشر حضرت ابو البشر خلق ہوئے۔ اور نوع انسانی ایک سکنڈ کے واسطے بے مربی نہیں چھوڑی گئی۔ اور کیونکر یہ ہو سکتا تھا کہ خدا خود بالفطرۃ انسان کو محتاج مربی قرار دے